بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مو لاے صل و سلم د ا ئما ا بد ا

علی حبیبك خیر ا لخلق كلهم

محمد سیدا لكونین و ا لثقلین

و ا لفریقین من عرب و من عجم

صلی اللّٰه تعالٰی علیه و علےٰ آلہٖ و اصحابہٖ وَ بارك و سلم

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت تخت رب العلمین آپے آپ پروردگار قالو بلی کا راز دار

مسا ئل -: ایصال ثواب کیا ہے ۔زیارت اولیاء اور مزارات پر حاضری کے آداب۔ نذر و نیاز ۔اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا ۔تبرکاً صالحین کی دست بوسی ۔تبرک۔ خدا تک پہنچنے کے کے وسلیہ کی کیا ضرورت ہے۔ بیعت کس وجہ سے ضروری ہے۔ ارادت اور آداب مرید۔تصور شیخ۔شجرہ کی حقیقت۔ انسان کی حقیقت۔ مناجات۔محبوب سبحانی کے گیارا نام۔ فاتحہ کا درجہ۔سلام۔دعا (قرآن اور حدیث کی روشنی میں)

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

مصنف ۔ الحاج سرور علی شاہ قادری سروری

نام کتاب ۔ **فاتحہ کا طریقہ اور اُس کے مسائل**

صفحات ۔ 128

تعداد ۔ 1000

طباعت ۔ پہلی بار

سال اشاعت ۔ 16.2.2009

قیمت ۔ 30/-

ملنے کا پتہ :۔

پیر مرشد خلیفہ شاہ ثانی

حضرت سلطان چنور علی شاہ حسینی قادری سروری گلزار نگر۔ کیل کوٹے ولیج انتر گنگا ۔ کولار ڈسٹرک

خلیفہ شاہ ثانی

الحاج سلطان سرور علی شاہ قادری سروری (شفیع آحمد)

نمبر 17،ڈی فسٹ اسٹریٹ :۔شواجی روڈ کراس ،بنگلور ۔51

No :9916666930

جاوید بک ہوس (FHB 506)(VP5)

بک سلیر اور بینڈرس ،یم .جی. چوک ۔کولار۔ کرناٹکا

جنرل میڈیکل

51/1، کین چھپا روڈ فرزرٹون، بنگلور۔05

NO : 08025914881

دیباچہ

سب سے پہلے تعریف ہے اس پروردگار و برتر کی جس نے ایک لفظ کن سے موجودات عالم کو پیدا کیا ذرے ذرے میں جس کے نور کا ظہور ہے تو ہی سب کا معبود اور ہر جگہ موجود ہے کل جہاں کا بادشاہ اور خالق ہے ہر طرف تیرے ہی جلوون کا ظہور ہے اے خدا تو نے ہی سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم النبیین و رحمت العلمین ہیں اور تمام نبیوں کے سردار ہیں ۔میری یہ طاقت نہیں کہ میں تیری اور تیرے حبیب کی حمد و ثنا کو تحریر و تقریر مین لا سکوں

برادران اسلام سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں صحیح عقاید اور اللہ و رسول کے احکامات دلیلوں اور حدیثوں کے ساتھ لکھی گئی ہے تا کہ بدعقیدگی اور اعتراضات مسلمانوں سے دور ہو جاوے۔ آج اکثر قرآن وحدیث کو جس انداز سے پیش کر رہے ہر بات کو شرک وبدعت ثابت کرتے ہیں نئی نسل کو اسلام کے طرف راغب کرنے کے بجائے اس سے بیزاری اور گمراہی کے رجحانات فروغ دے رہے ہیں۔مادی اسلام کو ابھارنا ۔روحانیت کی نفی۔عشق رسول ﷺ کا انکار معجزات کی تکذیب اولیاء وصوفیا اور بزرگوں کی محبت اوران کی تعلیمات سے انکار سے قرآن اور سنت پر مبنی عقیدے کی جڑیں کاٹی جارہی ہیں اس مقصد کے تحت اس کتاب کو پیش کیا تا کہ صحیح معلومات حاصل ہو جائے حق تعالی کی معرفت کا راستہ تمام طریقوں سے افضل اور صراط مستقیم بزرگ ترین روشن ترین راہ ہے۔

یضل بہ کثیر و یھدی بہ کثیر ۔(البقرہ:۲۶) یہ قرآن بہت سوں کو گمرہ کردیتا ہے اور بہت سوں کو ہدائت دیتا ہے۔ لوگ راستے اپنے فوائد کے مطابق نکالے جاتے ہیں

گلا تو گھو نٹ د یا ا ہل مد ر سہ نے تر ا
کہا ں سے آ ئے صد ا لا ا لہ ا لا ا للہ

رسول پاک ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسی عبداللہ بن قیسؓ کو جب یمن کی طرف تبلیغ کرنے کے لئے روانہ کیا تو فرمایا یسرا والا تعسرا و بشرا و لا تنفر (صحیح البخاری ۴۰۴۳) میرے دونوں صحابیو میرے دین کو میری امت کے سامنے یوں پیش کرنا کہ انہیں آسان نظر آئے انہیں مشکل کر کے

میرا دین ان کے سامنے پیش نہ کرنا اور یوں پیش کرنا کہ وہ خوشخبری سمجھ کے کھچے کھچے چلے آئیں ۔ان کو میرے دین سے متنفر نہ کردینا۔ ہم نے وعظ ونصیحت فاتحہ خوانی بزرگوں کے آستانوں پر جانے کو کثرت بنا لیا ہے۔ لوگ ہمیں دیکھ کر اور سن کر تنگ آ جاتے ہیں اکتاہٹ ہونے لگے۔ہم خود سوچیں کہ نیکی کو کسی طرح پھیلانا چاہیے درود وسلام کو اس طرح پیش کرو کہ تمام مسلمانوں کو حضور نبی اکرام ﷺ کے درود وسلام سے فاتحہ خوانی سے زیارت سے محبت ہو نفرت نہ ہو آداب ملحوظ رکھنے چاہیے تا کہ لوگوں اکتا نہ ہو ہر کام اپنے خاص ڈھنگ پر اور خاص وقت پر اچھا لگتا ہے۔جس کام کو جتنا عام کرتے چلے جائیں گے تو اس کا تقدس ختم ہوتا چلا جائے گا

اگر وہی کچھ کرنے کا نام دین ہے جو نبی اکرم ﷺ اور صحابا کرامؓ نے کیا ہو تو پھر قرآن اور حدیث کے سواء کسی اور شئے کو بیان کرنے کی اجازت نہ ہوتی اصلا ہر شئے جائز اور مباح ہے جو از روے شرع مباح ہو جس میں نہ قرآن کے اندر کوئی ممانعت ہو نہ حدیث کے اندر اور نہ کوئی پہلو خلاف شریعت ہو وہ اصلاً مباح قرار پاتا ہے اور اس کو اصلاً جائز کہتے ہیں وہ پہلے زمانے میں کبھی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ہر صورت میں جائز ہے

میرے پیر شیخ العارفین مرشدی ومولائی عارف باللہ حضرت سلطان چنور علی شاہ حسینی قادری سروری کا فیض وکرم ہے مجھ جیسے کم علم سے کام لینا منظور ہوا یہ تیسری کتاب مکمل ہوئی۔ مجھے قوی امید ہے فیضان تصوف اور رموز سروری کی طرح اسے بھی قبول فرما کر خواص وعوام اس کتاب کے مطالعہ سے مستفیض ہوں گے اور عاجزانہ گذارش کرتا ہوں کہ ناظرین کے نظر میں کہیں بھول چوک نظر آئے بجائے نکتہ چینی للہ درگذر فرمائیں

دعا گو ہوں کہ خدا تعالی اپنے فضل وکرم حضور پرنور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے میری اس کتاب کو قبول فرما کر مقبول خلائق فرمائے اور میرے لئے ذریعہ مغفرت وسامان آخرت بنائے

وما ذلک علی اللہ بعزیز و ھو حسبی اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین

خلیفہ شاہ ثانی الحاج سلطان سرور علی شاہ قادری سروری (شفیع آحمد)

16/02/2009 مطابق۔ 20 صفر 1430

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد واھل بیتہ واصحابہ اجمعین

اسلام آسان دین ہے:۔

ان اللّٰہ لا ینظر الی صورکم اعمالکم فالکن ینظرنی فی قلوبکم دنیا تکم

تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا ہے تمہاری صورتوں اور تمہارے کاموں کو لیکن دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور نیتوں کو---تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہم کسی کی نیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ فلاں نیک کام کرتے ہوئے اس کی نیت کیا تھی۔کسی کی نیت پر شک کرنا جائز نہیں ہے۔دلوں کا حال تو صرف اللہ ہی جانتا ہے وہی دلوں کے راز سے واقف ہے۔ اور فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ

اتبعو السوادالاعظم فا نہ من شذ شذفی النار

میری امت کے بڑے گروہ کی پیروی کرو جو بڑی جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں الگ جائے گا

من سن فی الاسلام سنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شئی و من فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا و وزر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شئی (مسلم صحیح ۲:۵:۷۰۵۔ نسائی ۵:۵۵،۵۶ المسند ۴:۳۵۷۔۳۵۹)

جس شخص نے اسلام میں کسی نیک کام کی ابتدا کی اس کو اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا اور ان عاملین کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے اسلام میں کسی برے عمل کے ابتدا کیا اسے اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور ان عاملین کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

حضور ﷺ نے خود اپنے ارشادات گرامی میں اس بات کہ وضاحت فرمائی ہے کہ دین اسلام اپنے دامن میں ایسی نارو تنگی اور تکالیف لے کر نہیں آیا کہ اس کو اپنانا مشکل ہو بلکہ اس کے دامن رحمت سے وابستہ ہو کر انسان قوانین فطرت کے تحت آسان زندگی گزار سکتا ہے۔حضور نبی اکرام ﷺ نے ارشاد فرمایا "بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ" (المسند ۵:۲٦٦۔احمد بن حنبل) میں ایسے حنیف (حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے) دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جو آسان ہے۔

قرآن حکیم مین اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

یرید اللّٰہ بکم الیسرَ ولا یرید بکم العسر (البقرہ ۔۲: ۱۸۵)

اللہ تمہارے لیے سہولت چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری اور تنگی نہیں چاہتا۔

لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا (البقرہ:۔۲:۲۸٦)

اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔جب اللہ تعالیٰ کسی کی طاقت سے بڑھ کر کسی کو تکلیف نہیں دیتا تو ہم کیوں تنگی اور دشوارہ کو اپنے لیے دعوتیں دیتے پھرتے ہیں۔

ہر وہ کام جو نیا ہو یعنی جس کا ذکر نہ قرآن میں ہو نہ سنت رسول ﷺ میں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس پر خداوند تعالیٰ بھی خاموش ہے اس کا رسول ﷺ بھی خاموش ہے تو وہ کام ہمارے لیے جائز ہو گیا تا وقتیکہ اس کام کی حرمت اور ممانعت کا ذکر قرآن میں آجائے یا سنت رسول ﷺ میں ناجائز ہو پھر آثار صحابہ کرامؓ سے اس کی حرمت ثابت

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif003.gif 4/10/2017

ہووہ جس کوقرآن نے جائز نہیں کیا۔۔سنت نبوی ﷺ نے ناجائز نہیں کیا آثار صحابہؓ نے ناجائز قرار نہیں دیا اور نہ ہی اجماع امت اس کی حرمت پر متفق ہے تو اس وقت وہ شئی اپنی اباحت کے اصول پر جائز رہتی ہے خواہ نئی ہو یا پرانی اور اگر کوئی شئی قرآن وسنت اور اجماع صحابہ کہ مخالف نہیں ہے تو وہ شئی جائز ہو گی۔کسی شئی کو حرام کرنے کا اختیار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہی ہے کسی اور کو نہیں۔---آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

ماراہ المسلمون حسناً فهو عند الله حسن و ماراہ المسکمون سینا فهو عند الله شیء (حاکم المستدرک:۳:۸۳رقم۴۴۶۵)

جس کام کو (اکثر) مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہوتا ہے اور جس کو (اکثر) مسلمان برا خیال کریں وہ اللہ کے ہاں بھی برا اور ناجائز ہوتا ہے

سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا:۔

من صلی صلوتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذلك المسلم الذی له ذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمة (صحیح البخاری کتاب الصلوۃ ۱:۵۶)

جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کو قبلہ بنائے اور ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ ثابت ہے پس تم اللہ کی ذمہ داری کو مت توڑو۔

جو مسلمان توحید کے قائل ہیں اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی بھی گواہی دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔قرآن کو اللہ کی کتاب سمجھتے ہیں جب وہ اسلام کے جمیع احکام پر عمل پیرا ہیں تو چند الفاظ کے مجازی استعمال پر شرک وکفر کا فتوی دینا ٹھیک نہیں ہے۔

ایصال ثواب کیا ہے یعنی فاتحہ

کوئی شخص اپنے کسی عمل صالح کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچائے جمہور علماء کے نزدیک کسی انسان کا اپنے کسی نیک نفل عمل کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچانا درست اور جائز عمل ہے خوہ وہ عمل نماز یا روزہ ہو یا تلاوت قرآن یا ذکر یا درود ہو یا طواف یا حج یا عمرہ ہو مشہور امام علامہ طحطاوی ؒ فرماتے ہیں۔اہل سنت کے نزدیک یہ جائز ہے کہ کوئی انسان اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو پہنچائے خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ وخیرات ہو یا تلاوت قرآن ہو یا ذکر یا اس کے علاوہ نیک اعمال میں سے کوئی بھی عمل ہو اور ان اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اسے فائدہ بھی دیتا ہے۔

ایک شخص کی دعا اور نیک عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے ایک کی نیکی سے دوسرے کو برکت ملتی ہے ایک کی شفاعت سے دوسرے کی بخشش ہوتی ہے اور ایک کی کوشش سے دوسرے کو درجات میں بلندی نصیب ہوتی ہے۔جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے

والذین جآءو من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خوانا الذین سبقونا بالایمان (الحشر)

اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔

فرمان رسول ﷺ شاہد ہے:۔

امتی امة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها و تخرج من قبورها لا ذنوب علیها تمحص عنها باستغفار المومنین لها (شرح الصدور:۱۲۸)

میری امت امت مرحومہ (جس پر بے پایاں رحم کیا گیا ہے) کے لوگ اپنی قبروں میں

اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوں گے اور جب قبروں سے نکلیں گے تو ایک گناہ کا بوجھ بھی ان پر نہ ہوگا یہ اس وجہ سے ان کے بعد دنیا میں زندہ مومنین ان کے لیے دعائے استغفار کرتے رہیں گے۔ دعائے مغفرت سے جو بخشش کے محتاج ہوتے ہیں ان کی بخشش کی جاتی ہے اور جو بخشے جا چکے ہیں۔ جیسے اولیاء اللہ۔ شہید۔ صالحین وغیرہ ان کے حق میں دعائے مغفرت کا معنی کیا ہے تو ان کے درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ جو خود بخشے جا چکے ہیں ان کے لیے بخشش کی دعا کرنا اور ایصال ثواب کا اہتمام کرنا بلند درجات کے لیے ہوتا ہے اور درجات کی بلندی کی تو کوئی حد نہیں اللہ کے برگزیدہ بندوں کو اگر قرب الٰہی کے بلند درجات نصیب ہیں تو ہمارے صدقہ وخیرات سے ان کا ایک درجہ مزید اونچا ہو جائیگا۔ ایصال ثواب کے اس عمل کے جواب میں وہ ہمارے لیے نیک دعاوں کا تحفہ لوٹائیں گے۔

دنیا اور آخرت میں تحفوں کا تبادلہ:۔

قرآن کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تم کسی کو سلام کا جواب دو تو کم از کم اُسے اُسی شان سے لوٹایا کرو اور بہتر یہ ہے کہ اس سے بہتر طریقے سے لوٹایا کرو۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کو فرمایا

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا (النساء:۸۶)

اور جب (کسی لفظ) سلام کے ذریعہ تمہاری تکریم کی جائے تو تم (جواب میں) اس سے بہتر (لفظ کے ساتھ) پیش کیا کرو یا کم از کم وہی الفظ جواب میں لوٹایا کرو۔

اسی لیے اگر کوئی کسی کو السلام علیکم کہے تو اسے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہیے یعنی اگر کوئی سلامتی کا تحفہ دے تو سلامتی کے ساتھ برکت اور رحمت کا تحفہ دیا کرو۔ لہذا جب ہم اللہ کے برگزیدہ اور مقرب بندوں۔ انبیاء۔ اولیاء۔ اور صلحاء کی بلندی درجات کے لیے قرآن خوانی صدقہ وخیرات دعا اور نیک اعمال کے ثواب کا تحفہ بھیجیں

گے تو وہ اس کے جواب میں قرآن کے اس حکم کے مطابق بہتر تحفہ ہماری طرف کیوں نہیں لوٹائیں گے۔ جبکہ وہ اتنے سخی ہیں کہ بغیر تحفوں کے بھی ہمارے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں جب کوئی شخص حضرت غوث اعظم کے لئے قرآن خوانی۔ صدقہ وخیرات اور نیکی اور تقوی کے ثواب کا تحفہ پیش کرتا ہے تو مزار پر انوار میں حضرت غوث اعظم کے دست اقدس اٹھ جاتے ہیں کہ باری تعالیٰ تیرے بندے نے میرے لئے بلندی درجات کا یہ تحفہ دیا ہے تو میری طرف سے اسے بخشش کا تحفہ عطا فرما۔ رسول پاک ﷺ کی شفاعت کا تحفہ عطا فرما۔ اپنے قرب کا تحفہ عطا فرما یہ تحفوں کا باہمی تبادلہ جس طرح دنیا میں چلتا ہے اس طرح آخرت میں بھی جاری رہتا ہے۔

ایصال ثواب پہنچانا نہ فرض ہے نا واجب ہے۔ صرف مستحب ہے اگر نہ پہونچائیں تو کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر پہونچائیں تو ثواب ہوگا۔

ہر عورت اپنے نیک کام کا تلاوت کا صدقہ وخیرات کا ثواب خود دوسروں کو بخش سکتی ہے اگر کوئی ثواب ایک ہی وقت کئی مردوں کے نام بخشے تو سب کو پورا پورا ثواب ملتا ہے۔ خدا کے خزانے میں کمی نہیں ہے۔-- اگر ثواب پہلے ایک آدمی کو بخش دیتے ہیں پھر اُن ہی چیزوں کا ثواب پندرہ آدمیوں کے نام پر باری باری بخشا جاتا ہے تو پچھلوں کو کچھ ثواب نہ ملے گا کیونکہ پورا ثواب پہلے آدمی کو بخش دیا گیا ہے۔

فاتحہ کے وقت گھر میں عود اور اگر بتی جلانے کی کیا ضرورت ہے:۔

فاتحہ کے وقت گھر کے سب لوگ جمع ہوتے ہیں تو اس وقت عود کا جلانا یا اگربتی جلانا یا عطر وغیرہ لگانا اس کی حکمت بس اتنی ہے کہ تمام لوگوں کو خوشبو محسوس ہو ہماری روح خوشبو کو پسند کرتی ہے طبیعت میں سکون محسوس ہوتا ہے۔ فاتحہ پڑھنے تک لوگ کو دلجمعی نصیب ہو اور اطمینان سے اپنے رب کی یاد کرتے رہے۔ دوسری

وجہ یہ ہے کہ عود کے جلانے سے گھر کے اندر کے تمام جراثیم مر جاتے ہیں عود کا دھواں اُنکی بیکویا ہے۔ایصال ثواب یا کوئی فاتحہ ہو بغیر عود جلائے یا اگربتی جلائے نہیں پہنچتا اور اسکو ضروری سمجھنا ایسا خیال کرنا باطل ہے۔دوسرا یہ سمجھنا کہ خوشبو سلگانے سے مرحوم کی روح حاضر ہوتی ہے یہ خیال بھی باطل ہے

قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر ثواب پہونچانے کا صحیح طریقہ: بسم اللہ کے ساتھ سورہ فاتحہ۔آیۃ الکرسی۔سورہ ملک۔سورہ یٰسین۔سورہ کافرون۔سورہ اخلاص اور سورہ قل اعوذ وغیرہ یا جتنا قرآن یاد ہے دیکھ کر یا زبانی جتنا یاد ہے پڑھکر یا اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام یا کلمہ طیب یا درود شریف کئی بار پڑھ کر ثواب پہنچائیں ہر حرف کے لئے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا

امام سفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت طاودس نے فریا:

ان الموتی یفتنون فی قبور هم سبعا فکانوا یستحبون ان یطعم عنهم تلك الایام و قال السیوطی اسناده صیحح (سیوطی۔صحیح مسلم ۲:۳۹۱)

بے شک سات دن تک مردوں کو ان کی قبروں میں آزمایا جاتا ہے اس لئے لوگ ان دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب سمجھتے تھے امام سیوطی نے کہا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

نیک عمل کے لئے وقت کا تعین:۔

کسی نیک عمل اور صدقہ وخیرات کے لئے انتظاماً کوئی ایک تاریخ مقرر کرلینا یہ بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔

اب ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات تو کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے اس

کے لئے تاریخ کیوں مقرر کی جائے تو اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین ہو جانی چاہیے کہ تعین دو طرح کا ہوتا ہے۔ ۱۔ تعین شرعی ۲۔ تعین ذاتی اور انتظامی

نماز پنجگانہ۔حج۔زکوۃ اور روزہ وغیرہ یہ شریعت کی طرف سے مقرر ایام اور مقرر اوقات میں ہیں۔ان ایام اور اوقات سے ہٹ کر اگر کوئی عمل کریں گے تو وہ قابل قبول نہ ہوگا لہذا یہ تعین شرعی ہوگا۔

دوسرا تعین ذاتی اور انتظامی ہے یہ تعین ہم اپنی سہولت کے لئے عمل میں مداومت استقلال اور مستقل مزاجی پیدا کرنے کے لئے کرلیتے ہیں لیکن یہ حکم شرعا نہیں ہوتا۔تعین ذاتی عمل میں مداومت کی غرض سے کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

نفلی عبادت کے لئے دن کا تعین:۔

عن ابن عمرؓ قال کان النبی ﷺ یاتی مسجد قباء کل سبت ما شیاً و راکباً فیصلی فیہ رکعتین (صحیح البخاری:۱:۱۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

سفر کے لئے دن مخصوص :۔

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ خرج یوم الخمیس فی غزوة تبوك و کان یحب ان یخرج یوم الخمیس (صحیح البخاری ۱۰:۴۱۴) حضور نبی اکرم ﷺ جمعرات کے دن غزوہ تبوک میں تشریف لئے گیے اور آپ ﷺ جمعرات کے دن سفر پر نکلنا پسند فرماتے تھے۔

نفلی روزہ کے لئے پیر اور جمعرات کا تعین:۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔

كان رسول الله ﷺ يتحرى صوم الاثنين والخميس (جامع الترمذی ۱:۹۳)
رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے

فاتحہ۔زیارت۔دسواں۔چالیسواں وغیرہ اسی ایصال ثواب کی شاخیں ہیں
ایصال ثواب کے لئے وقت کا تعین اس طرح کا نہیں ہوتا کہ جو دن مقرر ہو اس سے آگے پیچھے فاتحہ نہ دلا سکیں بلکہ وہ تعین محض حصول برکت اور معمول میں با قاعدگی کرنے کی حکمت کے پیش نظر ہوتا ہے ورنہ آگے پیچھے جب کبھی فاتحہ دلائیں گے ثواب پہنچتا ہے۔بہتر طریقہ بیواوں یتیموں کمزروں اور بیماروں کی مدد کرنا ان کی ضرورت پر اچھا ہے غریب بچیوں کی شادی کرنا بچوں کے اسکول کی فیس ادا کرنا بہتر ہے
گیارہویں۔چھٹی۔کندوری وغیرہ کے فاتحہ اصل میں ایصال ثواب کرنا ہے یہ مستحسنات باعث برکات اور اچھائی کے کاموں میں سے ہیں لیکن فرض اور واجب نہیں ہے۔بالکل اس طرح آپ اگر دو نفل پڑھنے کا معمول بنائیں چاہیں تو عمر بھر پڑھتے رہیں کبھی اس کا ناغہ نہ کریں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ عادت پسند ہے لیکن یہ پسند نہیں کہ عقیدتا اس پسند کو فرض اور واجب کے مقام پر رکھدیں۔
جہالتوں کے سبب سے یہ خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ شاید اگر ہم نے گیارہویں شریف یا چھٹی شریف یا کندوری کے فاتحہ نہ دلایئے تو ہمارے کام بگڑ جاینگے۔چوری ہو جائے گی۔نقصان ہو جائے گا اس طرح اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اسے منسوب کرتے ہیں کہ فاتحہ نہ دلانے سے نقصان ہو گیا۔خدا کا خوف کرو۔۔اللہ کے ولی تو پیکر رحمت ہوتے ہیں کوئی فاتحہ دلائے تو بھی دعا کرتے ہیں نہ دلائے تب بھی دعا کرتے ہیں کوئی بھول جائے تو غیض وغضب سے بھڑک نہیں اٹھتے اور نقلی

عبادتیں صدقات اور خیرات اگر کوئی سبب سے نہ دلا سکے تو اللہ کی طرف سے اس کو نقصان نہیں ہوتا۔یہ اعتقاد کہ نہ دلایا تو نقصان ہوگا یہ خلاف شریعت ہے۔اولیاء اللہ اور بزرگوں کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر یا ہمارے کام بن جاینگے اولاد ہوگی رزق بڑھیگا اس طرح کا عقیدہ رکھکر فاتحہ دلانا شرک ہے۔
اکثر جگوں پر بہت کھانے میں سے تھوڑا سا کھانا کس برتن میں رکھ کر اسکو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں لکن ثواب تو سارے کھانے کا پہنچتا ہے تھوڑا کھانا جو سامنے رکھتے ہین اسکو تبرک سمجھ کر گھر کے لوگ کھاتے ہیں

فاتحہ کیا چیز ہے :-

یہ فاتحہ اور نیاز بزرگوں اور مشائخ عظام کے افعال و اعمال ہیں بزرگان دین کے سامنے کوئی چیز لائی جاتی تو اپنے شیخ اور پیران طریقت یا ولی اللہ کی اَرواحِ مقدسہ پر باوضو قرآن پاک کی کوئی آیت یا سورۃ تلاوت یا سورہ اخلاص وغیرہ پڑھنے کے بعد از درود وسلام کے ایصال ثواب اور خیر وبرکت کی نیت سے کرتے ہیں اور پھر وہ چیز خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے اور اس کا کھانا کو بہت اچھا تبرک سمجھتے ہیں بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔
قرآن خونی خود کریں۔ذکر کلمہ شریف کا ورصدقہ وخیرات کریں فقرا اور مساکین کو کھلایں پھر بعد میں ایصال ثواب کریے یا پھر کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر ایصال ثواب کراتے ہیں پھر کھلاتے ہیں دونوں طرح جائز ہے اور اگر گھر وغیرہ کے لوگ دوست احباب وغیرہ بھی کھانا ہے تو جب اس پر قرآن پڑھلیا جاتا ہے تو وہ کھانا اس تلاوت سے تبرک سمجھ کر کھلایا جاتا ہے کھانے سامنے رکھ کر قرآن پڑیں یا بغیر کھانے سامنے رکھے قرآن پڑھیں دونوں صورتوں میں جائز ہے

کیونکہ خود قرآن کہتا ہے فکلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ ان کنتم بایتہ مومنین ﴿ و مالکم الا تا کلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ (الانعام۔۲:۱۱۹۔۱۱۸)

سو تم اس سے کھایا کرو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اگر تم اسکی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہو اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اس سے نہیں کھاتے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔

مشکوۃ باب المعجزات فصل اول میں ہے کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہو گئی حضور ﷺ نے تمام اہل لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہو لاو سب حضرات کچھ نہ کچھ لائے دستر خوان بچھایا گیا اس پر یہ سب رکھا گیا۔ اُس پر دعا فرمائی اور فرمایا کہ اب اس کو اپنے برتنوں میں رکھ لو حالانکہ دعا بغیر سامنے رکھے بھی ہو سکتی تھی۔ اتحاد جنس کافی ہے چاہئے خیر و برکت مقصود ہو یا ایصال ثواب۔ اسی مشکوۃ کے اسی باب میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت زینب ؓ سے نکاح کیا حضرت اُم سلیم نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا لیکن بہت لوگوں کو بلایا گیا حضور انور ﷺ نے اس کھانے پر دست مبارک رکھ کر پڑھا۔

مشکوۃ باب المعجزات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ خرمے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اس کے لئے دعا برکت فرما دیں آپ نے اُن کو ملایا اور دعائے برکت کی۔

قرآن کریم تو مسلمانوں کے لئے رحمت اور شفا ہے شفاء و رحمۃ للمومنین پھر اگر اس کی تلاوت کر دینے سے کھانا حرام ہو جاوے تو قرآن رحمت کہاں رہا۔

جس کے لئے دعا کرنی ہو اس کو سامنے رکھ کر دعا کرنا چاہئے جنازے میں میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں کیونکہ اس لئے دعا ہے اس کو سامنے رکھ لیا قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر مذبوحہ جانور سامنے رکھ کر پڑھا عقیقہ کا جانور سامنے رکھ کر ہی دعا پڑھی جاتی ہے۔

بسم اللہ سے کھانا شروع کرتے ہیں اور بسم اللہ بھی قرآن شریف کی آیت ہے اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا منع ہو تو بسم اللہ پڑھنا بھی منع ہونا چاہیے۔

فاضل اہل سُنت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی فرماتے ہیں۔ ماہ رجب میں حضرت امام جعفر صادق رحمت اللہ علیہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے پوریوں اور کھیر کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں۔ فاتحہ کے وقت ایک کتاب لکڑہارے کی داستان عجیب بعض لوگ پڑھتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں اس کا پڑھنا جائز نہیں لیکن فاتحہ دلانا چاہئے کہ یہ جائز اور ثواب کا کام ہے۔ جنتی زیور ۳۸۹/۔۳۹ علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی)

مفتی اہل سُنت خلیل العماء حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں قادری مہتم دارالعلوم حسن البرکات حیدرآباد (سندھ) ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق ؒ کو ایصال ثواب کے لئے کھیر پوری (حلوہ) پکا کر کونڈے بھر جاتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلائے جاتے ہیں یہ جائز ہے (سنی بہشتی زیور حصہ دوم)

جو لوگ کونڈے کو صرف اس وجہ سے بدعت اور نہ جائز کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اور صحابہ کرام کے دور میں موجود نہ تھا۔ مسلمانوں پر بڑا ظلم کرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ کسی چیز کو نا جائز کہنے کہ لئے اتنی بات کافی نہیں کہ اس دور میں نہ تھے بلکہ قرآن و حدیث سے خاص اس چیز کے بارے میں ممانعت ثابت کرنی ہو گی جس چیز کے بارے میں شریعت نے کچھ نہیں کہا وہ شرعاً مباح (جائز) ہے اور اگر مسلمانا سے اچھا خیال کریں تو وہ اچھے ہے۔

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif008.gif 4/10/2017

اولیاءاللہ سے مدد طلب کرنی کی اجازت (شرعی ثبوت)

احکام اسلام اور قرآن حکیم کی ابدی اور لازوال تعلیمات کی روشنی میں بندے کی طرف نفع وضرر اور ملکیت وتصرف کی نسبت کرنا محض سبب اور کسب کے اعتبار سے درست ہے۔ خلق۔ایجاد۔تاثیر۔علت۔قوتِ مطلقہ کے اعتبار سے مخلوق کی طرف نفع وضرر کی نسبت قطعی طور پر درست نہیں۔اگر ہم بنظر جائزہ لیں تو مخلوق کی طرف موت وحیات نفع و ضرر اور اس کے جملہ کسب کی نسبت حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہوتے ہیں اور ان امور میں نسبت حقیقی کا حقدار فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے۔

اسلام ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ایک نوجوان کو بہتر تعلیم وتربیت اور اچھے بُرے کی تمیز کے لئے بڑوں کے تجربات سے استفادہ کرنا ہوتا ہے اور ضعیف العمری میں تو جوان اولاد ہی سہارا ہوتی ہے۔یوں انسان اپنی عمر کے تقریبا ہر مرحلے میں دوسروں کی مدد کا محتاج ہوتا ہے۔ بیماری، جنگ، حوادث اور دیگر قدرتی آفات سے بچنے کے لئے تمام انسان ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہیں۔بیمار کو ڈاکٹر سے دوا کی طلب ہے تو طالب علم کو استاد سے تعلیم کی۔مزدور کو مالک سے مزدوری کی طلب بچے کو ماں سے دودھ کی طلب ہے بوڑھے کو جوان اولاد کے سہارے کی۔الغرض پوری نسل انسانی زندگی کے ہر دور میں کسی نہ کسی سطح پر افراد معاشرہ سے مدد کی خواہاں ہے۔ بلاشک وشبہ حقیقی کارساز اور مددگار فقط اللہ رب العزت ہی کی ذات بیکس بے پناہ ہے مگر ہم روزانہ سینکڑوں معاملات میں ایک دوسرے کی مدد کرتے اور ایک دوسرے سے مدد مانگتے ہیں۔ہمارا یا ہم ایک دوسرے کی مدد کرنا رب العزت کی توحید کا انکار نہیں بلکہ حکم ربانی کی تعمیل ہے۔

جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کا خالق ومالک ہے اور اُسی نے اُنہیں مختلف اعمال وافعال کی انجام دہی کی طاقت سے نوازا ہے اللہ رب العزت کے اعتبار میں کسی زندہ ومردہ کی خواہش کو کوئی دخل حاصل نہیں۔الا یہ کہ خدا خود اپنی مرضی سے اُس کی خواہش وسفارش کو قبول کرے۔ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص ہی حقیقت میں مومن ومسلمان ہے۔

حدیث مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ نے بارہا مومنین کو ایک دوسرے کی مدد استعانت کا حکم اور ترغیب دی ہے ارشاد فرمایا:۔(صحیح البخاری المظالم۔۱:۳۳)

من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ

جو اپنے بھائی کی تکمیل حاجت میں مصروف ہو اللہ اس کے حاجت روائی خود فرماتا ہے

ایک اور حدیث کچھ اس طرح ہے(الصحیح مسلم۔کتاب الذکر ۲:۳۴۵)

و اللّٰہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ

اللہ بندے کی مدد میں مصروف ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد میں مصروف ہو

اور ایک حدیث مبارکہ کے الفاظ کچھ یوں ہیں:۔ (المعجم الاوسط۔۹:۱۶۱)

ان للّٰہ عند اقوام نعما یقرھا عندھم ما کانوا فی حوائج الناس ما لم یملوا فاذا ملوا انقلھا الی غیرھم

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے پاس اپنے نعمتیں رکھی ہیں وہ بندے انسانوں کی ضروریات پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اکتا نہ جایں۔جب وہ اکتا جاتے ہیں تو (یہی ڈیوٹی) دوسروں کے سپرد کر دی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے یہ ثابت ہوا کہ مخلوق سے مدد مانگنا اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد طلبی اور استغاثہ پر ان کی مدد کو پہنچنا منشائے ربانی اور منشائے

رسول کریم ﷺ ہے

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے اُن کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوئے

ارواح اہل قبور سے ہر قسم کی امداد لی جاسکتی ہے۔ حدیث

اذتحیر تم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور

یعنی جب تم اپنی مشکل امور میں حیران ہوجاؤ تو اہل قبور بزرگان دین سے استعانت اور استمداد کرو۔

یہاں کچھ لوگ اس وہم میں بھی پائے جاتے ہیں کہ جب دور سے کسی کو کام کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پکارے جانے والے کو دور سے معلوم ہے کہ فلاں پکارنے والا ہے اور وہ پکارنے والے کو جانتا ہے۔ اس بناء پر اس مین علم غیب بھی پایا گیا اور چونکہ علم غیب میں اقتدار اعلیٰ بھی ہے تو ان دو چیزوں کی وجہ سے یہ شرک اور نا جائز ہے اس کا جواب کلام مجید میں بھی یہ دونوں پہلو غیر اللہ کے لئے ثابت ہیں مگر اس کے باوجود وہ شرک سے آلودہ ہونے کے بجائے رب کا کلام ہے یعنی اس میں دور سے جاننا اور کام کرنے پر قدرت دونوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ سورۃ نمل میں سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کے ساتھ ہونے والے مکالمے میں ارشاد فرمایا۔

یاایها الملوا ایکم یا تینی بعرشها قبل ان یاتو نی مسلمین

اے سردارو تم میں سے کون ہے کہ اس کا تخت میرے سامنے لے آئے قبل اس کے کہ وہ فرمانبردار ہو کر میرے سامنے حاضر ہوں

ملکہ بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے دربار سے 900 میل کی مسافت پر پڑا تھا جسے

درباریوں میں سے کسی نے دیکھا تک نہ تھا اس کے باوجود کسی نے آپ سے یہ نہیں پوچھا کہ آئے سلیمان تخت تو سینکڑوں میل کی مسافت پر پردہ غیب میں پڑا ہے اور آپ ہیں کہ اس کی حاضری دربار کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کیا آپ ہماری نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم یہاں بیٹھے دور کی شئے کے بارے میں علم رکھتے ہیں اور ہمیں علم غیب حاصل ہے مختصر یہ کہ دور کی شئے کے علم کا پایا جانا شرک میں نہیں آتا سلیمان درباریوں کو تخت حاضر کرنے کا حکم فرمادیں اور اس کے باوجود شرک نہ ہوں اور اگر دور حاضر کے مسلمان یہ اعتقاد رکھ لیں کہ شیخ سید عبدلقادر جیلانی۔ حضرت سلطان باہوؒ اور دیگر اولیائے کاملین اور صلحائے عظام ہمیں جانتے ہیں اور ہمارے بگڑے حالات سنوارنے پر منجانب اللہ قدرت رکھتے ہیں تو یہ کیسے شرک ہوگا ۔حاصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے محبوب ومکرم بندوں کو عطا ہونے والی روحانی قوت واستعداد کی بدولت ان کے لئے نا معلوم اشیاء ومقامات پر پڑے پردے اُٹھ جاتے ہیں

خلیفت المسلمین سیدنا عمر فاروقؓ مدینہ منورہ میں برسر منبر پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے آپؓ کی روحانی توجہ کی بدولت میدان جنگ کا نقشہ آپ کی نظروں کے سامنے تھا دوران خطبہ باآواز بلند پکارے "یاساری الجبل" اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لے

ہر ذی شعور موحد یہ جانتا ہے کہ قضائے حاجت اور مطلب براری کے لئے دعا اور مدد صرف اسی سے مانگی جاتی ہے جس کے قبضہ قدرت میں کل اختیارات عالم ہیں جبکہ طالب وسیلہ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وسیلہ بننے اور شفاعت کرنے والا اللہ رب العزت سے مجھ گناہگار کی نسبت زیادہ قربت رکھتا ہے اور اس کا مرتبہ استغاثہ کرنے والے کی نسبت بارگاہ ایزدی میں زیادہ ہے سائل اسے مستغاث مجازی سے زیادہ کچھ نہیں جانتا

کیونکہ وہ اس بات سے آگاہ ہوتا ہے کہ مستغاث حقیقی فقط اللہ تعالی کی ذات ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

ان للہ خلقا خلقھم لحوائج الناس تفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولیئك الا منون من عذاب اللہ (ھیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوئد ۸:۱۹۲)

بیشک اللہ تعالی کے کچھ خاص بندے ایسے ہیں کہ اللہ نے انہیں مخلوق کی حاجت روائی کیلئے خاص فرمایا ہے۔لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لئے آتے ہیں۔یہی وہ بندے ہیں جو عذاب الہٰی سے مامون ہیں۔

امت مسلمہ میں ہر زمانہ میں اللہ رب العزت کے کچھ اولیاء صالحین اور مقرب یافتگان بندے موجود ہوتے ہیں.اللہ اپنے ان صالح بندوں کی برکات کے سبب سے امت مسلمہ کو فتح ونصرت .بارش اور رزق سے نوازنے کے ساتھ ساتھ ان سے اپنے عذاب کو بھی رفع فرماتا ہے.

ملا علی قاری نے نزہتہ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر صفحہ ۶۱ میں حضور غوث اعظمؓ کا یہ قول نقل فرمایا۔(ترجمہ) یعنی جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی.

تبرکاً صالحین کی دست بوسی :۔

تاریخ میں ایسے واقعات بے شمار ہیں جن کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوئی ہے کہ امت مسلمہ کے ہر دور میں اکابر اولیاء اور عامتہ الناس اپنے

زمانہ کی متبرک اور مقدس شخصیات کے ہاتھ پاوں اور سر چوم کر ان کے فیوض و برکات کو سمیٹتے رہے ہیں چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

مذاہب اربعہ کے فقہاء ائمہ نے اولیاء اور صالحین کے ہاتھوں اور پاوں کو برکت حاصل کرنے کی غرض سے چومنے کو جائز مستحب اور مسنون قرار دیا ہے اس پر درجذیل اقوال فقہا ملاحظہ فرمایں.

حضرت صہیبؓ کہتے ہیں

رایت علیا یقبل ید العباس ورجلیہ (البخاری۔الادب المفرد ۱:۹:۳۳۹)

میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت عباسؓ کے ہاتھ اور پاوں کو بوسہ دیا۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ کو حضرت عباسؓ پر افضلیت حاصل ہے مگر چچا اور صالح ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کے ہاتھ اور پاوں کا بوسہ لیا۔

صاحب صحیح امام مسلم نے برکت حاصل کرنے کے لے امام بخاری کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر عرض کیا۔

دعنی حتی اقبل رحلیك یا استاذ الا ستاذین رسید المحدثین و طیب الحدیث فی علله (ابن نقطه التقید لمعرفة رواة السنن والمسانید۔ ۱:۳۳)

علامہ ابن جوزی اور امم ذہبی امام ابو قاسم سعد بن علی بن محمد الزنجانی (م۔۴۷۱ھ) کے متعلق لکھتے ہیں۔

کانا اذا خرج الی الحرم یخلون المطاف ایقبلون یدہ اکثر من تقبیل الحجر (ابن جوزی صفۃ الصفوۃ ۲:۲۶۶.رقم ۲۲۴)

جب وہ حرم میں تشریف لاتے تو لوگ طواف کو چھوڑ دیتے اور حجر اسود کو چومنے سے بڑھ کر

ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے

حضرت عبدالرحمٰن بن رزین روایت کرتے ہیں کہ ہم ربذۃ کے مقام سے گزرے تو ہم سے کہا گیا کہ یہ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ ہیں تو میں ان کے پاس آیا اور ہم نے ان کو سلام کیا۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھ باہر نکال کر کہا

بایعت بهاتین نبی الله ﷺ فاخرج کفاله ضخمة کانها کف بعیر فقمنا الیها فقبلنا ها (بخاری الادب المفرد۔ا:۳۳۸)

میں نے ان دونوں ہاتھوں سے حضور ﷺ کی بیعت کی ہے تو انہوں نے اپنی بھاری بھرکم ہتھیلی نکالی گویا کہ وہ اونٹنی کی ہتھیلی کی مانند تھی پس ہم اس کی طرف بڑھے اور ان کے ہتھیلی کو بوسہ دیا۔

تابعی کبیر حضرت ثابت ؓ نے حضرت انس بن مالک ؓ سے پوچھا کہ امسست النبی ﷺ بیدك قال: نعم افقبلها (بخاری الادب المفرد۔ا:۳۳۸)

کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے تو آپ نے کہا کہ ہاں پھر ثابت نے حضرت انس ؓ کے ہاتھ کو چوما۔

احناف کا موقف :۔

امام ابن نجیم حنفی (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں۔

رخص المرخسی وبعض المعاخرین فیتقبیل یدالعالم المعورع والزاهدعلی رجه التبرك (ابن نجیم البحرالرائق شرح کنزالدقائق ۸:۲۲۶)

امام سرخی اور بعض متاخرین ائمہ نے حصول برکت کے لئے عالم متقی اور زاہد شخص کے ہاتھوں کو چومنے کی رخصت دی ہے

مالکیہ کا موقف :۔

علامہ ابن بطال بکری قرطبی نے تقبیل ید پر امام مالک کا فتوی بیان ہے۔

برکت کے لئے چومنا مسنون۔ مستحب۔ اور مباح ہے کسی بھی شخص کے ہاتھ پاوں چومنے کو اس صورت مکروہ اور ناپسند قرار دیا گیا ہے جبکہ اس کے باعث غرور۔ تکبر۔ بڑائی اور نفسانی خواہشات کی رو میں بہکنے کا اندیشہ ہو لیکن اگر کوئی مرید یا شاگرد محض تبرک کی نیت سے اپنے شیخ اور استاد کا ہاتھ پیر چومتا ہے تو وہ جائز ہے۔

امیر المومنین فی الحدث امام سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) اپنے زمانہ کے اولیا کے پاس تبرک کے لئے حاضر ہوئے امام احمد بن عبداللہ عجلی نے کوفہ کے ایک عبادت گزار محدث عمرو بن قیس الملائی کوفی کے ترجمہ میں لکھا ہے

کان سفیان یاتیه یسلم علیه یتبرك به (عجلی معرفۃ الثقات ۲:۱۸۶)

سفیان ثوری ان کے پاس حاضر ہوتے انہیں سلام کہتے اور ان سے برکت حاصل کرتے۔

سلطان محمود غزنوی کو سومنات کی جنگ میں حضرت خوجہ ابوالحسن خرقانی کے جبے کی برکت سے اللہ تعالی نے انہیں فتح ونصرت عطا فرمائی۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار ؒ تذکرۃ اولیاء کے صفحہ نمبر ۳۲۴ پر بیان کرتے ہیں۔

سلطان محمود غزنوی کے پاس حضرت خوجہ ابوالحسن خرقانی کا جبہ مبارک تھا سومنات کی جنگ میں ایک موقع پر خدشہ ہوا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی۔ سلطان محمود غزنوی اچانک گھوڑے سے اتر کر ایک گوشے میں چلے گئے اور وہ جبہ ہاتھ میں لئے کر سجدے میں گر گئے اور دعا مانگی۔ اللهم انصرنا علی هولاء الکفار ببرکة صاحب هذا الخرقة ا کل ما یحصل لی من اموال الغنیمة فهو صدقة علی الفقراء یا الله اس جُبے

والے کی برکت سے ہمیں کافروں پر فتح ونصرت عطا فرما اور جو کچھ مال غنیمت ہاتھ آئے گا وہ سب درویشوں پر صدقہ ہوگا۔

اس کے بعد شیخ فریدالدین عطارؒ بیان کرتے ہیں۔اچانک دشمن کی طرف سے شور اٹھا اور تاریکی چھا گی اور کافر آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف حصوں میں بٹ گئے لشکر اسلام کو فتح حاصل ہوگئی۔اس رات محمود غزنوی نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کو خواب میں فرماتے ہوئے سنا۔اے محمود تم نے دربار الٰہی میں ہمارے جبے کی قدر نہ کی اگر تم اللہ تعالی سے اس لمحے تمام کافروں کے لئے قبولیت اسلام کی درخواست کرتے تو اس کی برکت سے وہ سب اسلام قبول کر لیتے۔

مندرجہ بالا تمام آثار اور واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ آج بھی اگر کوئی مرید۔شاگرد۔سالک۔اپنے شیخ مربی اور مرشد کے ہاتھ پاوں اور سر کا بوسہ لئے تو وہ شرک نہیں ہوگا بلکہ وہ صحابہ کرامؓ کی سنت فعلے اور ائمہ سلف صالحین کی اتباع ہوگی۔اگر شیخ یا کسی بزرگ و متبرک ہستی کے ہاتھ پاوں چومنے کی کوئی ممانعت ہوتی یا اس میں شرک کا شائبہ پایا جاتا تو تاجدار کائنات حضور نبی اکرام ﷺ کے جانثار صحابہ اور بعد میں آنے والے ان کے تبعین ائمہ کرام کبھی بھی اس عمل کو بجالانے کی جرات نہ کرتے۔

قبور اولیاء اور صالحین سے تبرک پر ائمہ کے قول:۔

جمہور امت مسلمہ میں حصول برکت کا ایک ذریعہ قبور اولیاء و صالحین پر حاضری بھی رہا ہے۔تاریخ اسلامی میں شاید ہی کوئی ایسی بابرکت ہستی گزری ہوگی جس کی قبر مبارک پر عامتہ الناس اور اکابرین امت نے حاضری نہ دی ہو۔انبیاء کرام سے لئے کر اہل بیت نبوی ﷺ صابہ کرامؓ صالحین۔زاہدین۔محدثین اور اولیاءؒ کی قبور پر حاضری

امت مسلمہ کی تاریخ کا حصہ رہی ہے.....چند صالحین کے واقعات درج کے جاتے ہیں

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے روضۂ اطہر کی زیارت کے حوالے سے ارشار فرمایا جسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا ہے:

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

احادیث صیحہ متواتر سے ثابت ہے حضور نبی اکرام ﷺ نے اپنی قبر انور کی زیارت کرنے کی بڑی ترغیب دلائی ہے۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ کی قبر سے تبرک :......

امام شمس الدین سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) حضور نبیا کرام ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

و جعل علی قبرہ قبة فھو یزار و یتبرك به (تاریخ مدینہ شمس الدین سخاوی ۱:۳۰۷)

ان کی قبر مبارک پر قبہ بنایا گیا اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

امام شافعیؒ کا امام اعظم کی قبر سے تبرک ......

خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) اور بہت سے ائمہ کی تحقیق کے مطابق امام شافعی جب بغداد میں ہوتے تو اول برکت کی غرض سے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے۔خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی امام ابو حنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے مزار کی برکات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

انی لا تبرك با بی حنیفة واجیی قبرہ فی کل یوم۔یعنی زائرا۔فاذاغرضت لی حاجة صلیت رکعتین و جئت الی قبرہ و سالت اللّٰہ تعالی الحاجة

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif013.gif 4/10/2017

عندہ فما تبعد عنی حتی تقضی (خطیب بغدادی تاریخ بغداد ۱:۱۳۳)
میں امام ابوحنیفہؓ کی ذات سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر پر زیارت کے لئے آتا ہوں جب مجھے کوی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کے قبر پر آتا ہوں اور اس کے پاس کھڑے ہو کر حاجت برآری کے لئے اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں۔ پس میں وہاں سے نہیں ہٹتا یہاں تک کہ (قبر کی برکت کے سبب) میری حاجت پوری ہو چکی ہوتی ہے۔

امام موسیٰ کاظمؓ کی قبر سے تبرک......

امام موسیٰ بن جعفر کاظم (متوفی ۱۸۳ھ) کی قبر مبارک کے بارے میں ابوعلی الخلال کہتے ہیں۔۔ما همنیامر فقصدت قبر موسی بن جعفر فتوسلت به الا سهل الله تعالی لی ما احب (الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ۹۴)
جب مجھے کوی مشکل درپیش ہوتی تو میں امام موسٰی بن جعفر کی قبر پر جا کر ان کو وسیلہ بناتا تو جیسے میں چاہتا اللہ تعالی ویسے ہی میرے لے راستہ نکال دیتا۔
امام المحدثین شاہ عبدالحق محدیث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) اشعۃ اللمعات میں حضرت موسی کاظم کی قبر انوار کے حوالے سے امام شافعی کا درج ذیل قول نقل کرتے ہیں
حضرت موسی کاظمؒ کی قبر انوار قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے

علامہ ابن عابدین شامیؒ کا قول ......

علامہ ابن عابدین شامیؒ زیارت قبور کے حوالے سے بحث کرتے ہوے قبور اولیاء کے بارے میں لکھتے ہیں۔۔اولیاء کو اللہ رب العزت کے ہاں قربت کے لحاظ سے مختلف مقام حاصل ہوتے ہیں (اس وجہ سے) زائرین کو ان کی قبر کی زیارت کے وقت ان کے

معارف اور اسرار کے حسب حال نفع حاصل ہوتا ہے۔(الدر المختار ۲:۲۴۲)

امام ابوعبداللہؒ بن نعمان کا قول۔

امام ابن الحاج الفاسیؒ امام ابوعبداللہ بن نعمان کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اولیاء کرام کی قبروں کے پاس برکت کے غرض سے دعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا ہمارے علماء محققین ائمہ دین کا معمول ہے امام ابوعبداللہ بن نعمان فرماتے ہیں۔
" ارباب بصیرت و اعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیاے کرام کے مزارات کی زیارت برکت اور عبرت حاصل کرنے کے لئے محبوب عمل ہے کیونکہ اولیاے کرام کی برکت ان کی ظاہری زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے اولیاے کرام کے قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا ہمارے علماء محققین ائمہ دین کا معمول ہے۔ (ابن الحاج المدخل ۱:۲۴۹)
اللہ والے اس قدر خدا کے پیارے ہوتے ہیں کہ ان کی ہر ہر چیز اللہ کو پیاری ہوتی ہے اور ان کی ہر ادا پر رحمت خداوندی کو پیار آ جاتا ہے جو ان کے منھ سے نکل جاتا ہے خداوند تعالی ان کی ہر بات پوری فرما دیتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ:۔ رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب کو اقسم علی اللہ لا برہ۔ یعنی بہت سے ایسے بندگان خدا ہیں جن کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں اور لوگ انھیں حقیر سمجھ کر اپنے دروازوں سے دھکا دے کر نکال دیتے ہیں لیکن بارگاہ خداوندی میں ان کی محبوبیت و مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ کسی بات کی قسم کھا جائیں تو اللہ تعالی ضرور ضرور ان کی قسموں کو پوری فرما دیتا ہے یہ لوگ منجانب اللہ ایسے سیف زبان ہوتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مٹی کو سونا کہہ دیں تو مٹی سونا بن جاتی ہے۔ اور اگر یہ لوگ آگ کو پانی اور پانی کو آگ کہہ دیں تو آگ پانی اور

پانی آگ ہو جائے۔

زیارت قبور باعث اجر وثواب عمل ہے ائمہ حدیث وتفسیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام مسلمانوں کو خواہ مرد ہو یا عورت زیارت قبور کی اجازت ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت واجب ہے۔ اللہ تعالی کے مقرب اور محبوب بندوں کی زیارت وملاقات کے لئے جانا عند اللہ محبوب عمل ہے۔

زیارت کے معنی۔ کسی سے ملنے کے لئے آنا یا حصول برکت کے لئے جانا جیسے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے جانا۔ عرف عام میں زیارت سے مراد کسی شخص کے ادب واحترام اور اس سے محبت کی بنا پر اس کی ملاقات کے لئے جانا۔

جو تعظیم زندگی میں درست ہے وہ ہی بعد وفات جائز ہی:۔

جن بزرگوں کی جتنی تعظیمات ان کی زندگی میں جائز ہیں ان کے مرنے کے بعد بھی اس طرح جائز رہیں گی (حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدلل اور بالتصریح یہ مسلہ لکھا ہے)

کسی بزرگ، اولیاء اللہ کی مزار پر جانا ہو تو جمعرات، جمعہ کے روز پاک جسم، صاف ستھرا کپڑے پہن کر باوضو، پھول خوشبو وغیرہ کے ساتھ جا کر۔ اول اہل قبور کو آداب و سلام پیش کرو پھر قرآن مجید پڑھ کر ثواب بخشے۔ صاحب مزار کی روح خوش مسرور اور شاد ہو کر زیارت کرنے اور ایصال ثواب پہنچانے والے کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور اپنی وسعت، استعداد اور توفیق کے مطابق اُسے فایدہ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنا معمول مبارک بھی تھا کہ آپ ﷺ بقیع کے قبرستان میں تشریف لئے جاتے انہیں سلام کہتے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے۔

بعض لوگ مزارت انبیاء اور اولیاء اکرم کی حاضری وزیارت کو خلاف توحید سمجھتے ہیں اور اسے شرک گردانتے ہیں حالانکہ کسی مزار کی زیارت کرنا اس بات کا صریح اعلان ہے کہ ہم کسی ایسی ہستی کی قبر کی زیارت کر رہے ہیں جو اس دنیا میں زندہ نہ رہا۔ اللہ تعالی کی ذات موت سے پاک ہے وہ "حی وقیوم" ہے وہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا اس ذات قادر وقیوم کے بارے میں موت کا تصور بھی ممکن نہیں۔ فوت شدہ شخص اپنے تقویٰ طہارت اور للّٰہیت کی وجہ سے صالحہ بزرگ تو ہو سکتا ہے لیکن خدا اور معبود نہیں۔ مسلمانوں کا اپنے فوت شدگان کی قبروں کی زیارت کے لئے جانا وہاں ان کے دعا اور فاتحہ کرنا دراصل اس چیز کا اقرار ہے کہ یہ خدا نہیں تھے۔

سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے وہ ائمہ جوامت کے لئے اصول دین مرتب کرتے رہے ان کا اپنا عمل یہ تھا کہ وہ صالحین کی قبروں سے حصول برکت کو سعادت سمجھتے تھے اور اگر اس عمل میں ذرا بھر بھی شرک وبدعت کا شائبہ ہوتا تو ہر گز اس پر کاربند نہ ہوتے۔

تفسیر ابن علمی میں لکھا ہوا ہے کہ ایک اعرابی پیغمبر ﷺ کی خدمت میں آیا اعرض کیا یا رسول اللہ میں نے جنت کی چوکھٹ کو چومنے کی قسم کھائی ہے (اب میں اپنی اس قسم کو کیسے پوری کروں) پیغمبر ﷺ نے کچھ دیر توقف فرمایا تا کہ جبرئیل (علیہ السلام) اللہ تعالی کا فرمان لیکر آئیں اور میں اس کا جواب دوں۔ جبرئیل (علیہ السلام) اس طرح فوراً فرمان لیکر آئے کہ یا رسول اللہ اللہ تعالی آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ اعرابی سے کہدیجئے کہ وہ اپنی ماں اور باپ کے قدموں کو چوم لے۔ ایسا ہو گا جیسے اُسنے جنت کی چوکھٹ کو چوم لیا۔ اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں اور باپ زندہ نہیں ہیں۔ جو میں اُن کے قدموں کو چوموں۔ پیغمبر ﷺ پھر کچھ دیر خاموش رہے۔ یہاں تک

کہ جبرئیل (علیہ السلام) حاضر ہوئے اور اللہ تعالی کا سلام کہا اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ آپ اس اعرابی سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی ماں اور باپ کی قبروں کو چوم لے۔ ایسا ہوگا جیسے اُسنے جنت کی چوکھٹ کو چوم لیا۔ اعرابی نی عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں اور باپ کا کسی جگہ انتقال ہوا ہے اور اُن کی قبریں کہاں ہیں مجھے معلوم نہیں ہے۔ پیغمبر ﷺ نے پھر کچھ دیر تاُمل فرمایا تا کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالی کا فرمان لیکر آئیں۔ چنانچ جبرئیل علیہ السلام فرمان لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالی آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ اعرابی سے کہد یجئے کہ اگر اُسے اپنی ماں اور باپ کی قبروں کا پتہ نہیں ہے تو وہ اپنی ماں باپ کی قبروں کے نام سے دو نشان بنالے اور ماں کی قبر کو پائینی کی جانب سے اور باپ کی قبر کو سراہنے کی طرف سے چوم لے۔ ایسا ہوگا جیسے اُس نے جنت کی چوکھٹ کو چوم لیا۔ اعرابی نے اس طرح کیا اور اس کی قسم پوری ہوگئی۔

برکت اور تبرک کا معنی و مفہوم......

برکت کے لغوی معانی ہیں " اضافہ، زیادتی، کثرت، سعادت و خوش بختی کے ہیں اور ایک معنی۔ دائمی سعادت اور برکت کا حصول بھی ہے

تبرک کا لغوی معنی ہے " کسی سے برکت حاصل کرنا " چونکہ تبرکات کے اندر عزت، خیر و برکت اور نیک بختی کے حصول اور ان میں اضافہ کی خواہش ہوتی ہے اس لیے ان کو تبرک کہتے ہیں۔

تبرک کی شرائط:۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہر متبرک چیز خواہ کوئی ہو یا جگہ یا کوئی ذات، شرعاً ان کو وسیلہ بنانا جائز ہے تبرک اختیار کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ موثر حقیقی اللہ تبارک

وتعالی ہے جسطرح تمام نعمتیں مثلاً۔ رزق، صحت، تندرستی، مدد، نصرت، رہائش، اور لباس وغیرہ اس کی عطا سے ملتی ہیں اس طرح متبرک اشیاء یا اشخاص میں خیر و برکت بھی اللہ تعالی نے ہی ودیعت فرمائی ہے مخلوق میں کوئی بھی از خود خیر و برکت دینے یا شر و فساد دور کرنے سے عاجز ہے مگر اللہ تعالی کے اذن اور عطا سے ان میں یہ تاثیر و برکت پائی جاتی ہے۔

ذات رسول اللہ ﷺ سے تبرک:۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور بعد از وصال آپ ﷺ کی ذات مقدسہ اور آپ ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرنا شرعاً ثابت ہے

زمان سے تبرک:۔

شریعت کی طرف سے امت مسلمہ کو بعض متبرک اوقات اور لمحات بھی نصیب ہوے ہیں ان میں ماہ رمضان المبارک، آخری عشرہ کی پانچ طاق راتیں، سب قدر، شب برات، شب میلاد النبی ﷺ سب معراج بر رات کا آخری تہائی حصہ، یوم جمعہ پیر کا دن جمعرات کا دن ذالحج کے دس دن، عید الفطر، عید الاضحیٰ کا دن یوم عاشرہ کے بابرکت ایام اور مقدس راتیں شامل ہیں۔

کھانے پینے کی اشیاء سے تبرک:۔

بعض کھانے پینے کی اشیاء بھی ایسی ہیں جس کو اسلام میں دیگر اشیاء سے متبرک مقام حاصل ہے مثلاً۔ زیتون کا تیل۔ دودھ۔ شہد۔ کھجور۔ زمزم کا پانی۔ روزے کے لے سحری اور افطاری کی اشیاء اس میں شامل ہیں

مزارات پر حاضری ہونے کے آداب:۔

قبور اولیاء کے زیارات کے آداب میں سے ہے کہ زائر قبر کی طرف منہ اور قبلہ کی جانب

پیٹھ کر کے صاحب قبر کے منہ کے برابر کھڑا ہو جاوے اُسے سلام کہے۔ہاتھ سے قبر کو نہ چھوئے اور نہ قبر کو بوسہ دے اور نہ قبر کے سامنے جھکے یہ طریقہ نصاریٰ کا ہے (تعظیماً بوسہ دینا فی نفسہ ممنوع اور ناجائز نہیں ہے اکابر علماء و مشائخ نے صرفاً احتیاط کی خاطر بوسہ دینے سے منع کیا ہے) مشرک یہ نہ سمجھے ہم تو بتوں کے آگے جھکتے ہیں اور مسلمان قبر کے سامنے جھکتے ہیں۔صاحب مزار آپ کے سجدہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور سجدہ نہ کرنے سے غصہ ہوتے ہیں۔ قبر کے پاس قرآن شریف کی تلاوت (امام اعظم ابو حنیفہ) کے نزدیک مکروہ ہے۔مگر امام محمدؒ کے قول کے نزدیک مکروہ نہیں۔قبر کے نزدیک اونچی آواز میں قرآن خوانی مکروہ ہے لیکن اگر دھیمی آواز میں ہو تو سارا قرآن مجید پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مزارات اولیاء پر دعا کا درست طریقہ:۔

سلف صالحین نے قبور پر حاضری دینے والے زائرین کے لئے دعا کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کا محتاج اور فقیر ہے اور اپنے حاجت اللہ تعالےٰ سے طلب کرتا ہے مگر دعا میں صاحب مزار کی روحانیت بزرگی اور اس کی خدمات جلیلہ کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ "اے میرے مولا اس صاحب مزار کی برکت سے اور اس رحمت وعنایت کے صدقے جو تو نے اس صاحب مزار پر کی ہے اور اس عظمت و بزرگی عطا فرمائی ہے میری فلاں حاجت کو پورا فرما۔کیونکہ حقیقی عطا کرنے والا اور مرادیں پوری کرنے والا تو ہی ہے۔

یا دعا کرنے والا صاحب مزار کو مخاطب کرتے ہوئے کہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے۔میری فلاں مراد اللہ تعالےٰ سے طلب کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے میری مطلوب شئے عطا

کردے۔کیونکہ حقیقی مشکل کشا وہی ذات ہے۔صاحب مزار کو بطور وسیلہ پیش کیا جاتا ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حیات شیخ، مرشد سے دعا کرانے کی صورت میں بھی حاجت مانگنا اللہ تعالیٰ ہی سے منصور ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی تو اللہ تعالےٰ ہی سے مانگتا ہے۔کوئی ولی اللہ یا شیخ طریقت یہ نہیں کہتا کہ "اے حاجت مند یہ سب کچھ میں تجھے دیتا ہوں۔

حضرت انبیاء و اولیاء اللہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ذاتی یا مستقل طور پر متصرف ہیں یا اس طرح تصرف و اختیار میں شریک سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ ان کی شرکت کے بغیر کائنات کا نظام نہیں چلا سکتا۔کفر ہے

اگر خاص حاجت مانگنی ہو تو حضرات انبیاء و اولیاء و مقربین بارگاہ الٰہی سے اور بالخصوص حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا فرما دیں کہ ہماری مشکلات آسان فرما دے اور حاجتیں بر لائے۔ خواص تو اپنی خداداد بصیرت اور روحانی طاقت سے عالم کشف میں وہ صاحبان قبر سے ہمکلام بھی ہوتے ہیں اور صاحب مزار سے رابطہ بھی رکھتے ہیں۔جہاں صالحین کے مزار کی زیارات سے زائرین کو روحانی فیض و برکت حاصل ہوتی ہے وہاں بعض اوقات صاحب ولایت و مقام زائرین سے صاحبان قبر کی روح بھی روحانی برکت و فیض حاصل کرتی ہے۔

پھول اور چادر چڑھانے کا مقصد:۔

مرتے سب ہیں اور مرنے والے قبر مین دفن بھی کئے جاتے ہیں مگر ہر میت اور قبر یکساں اور برابر نہیں ہے قبر کسی میت کے لئے دہشت اور گھبراہٹ کا خوفناک مکان ہے اور کسی مردہ کے لئے جسمانی و روحانی راحتوں کا نشان اور دائمی مسرتوں کا سامان ہے۔حضور

اکرام ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔ القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفرالنار یعنی کسی کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور کسی کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سب مردے یکساں اور سب قبریں برابر رہے کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین کی قبروں پر پھول ڈال کر چادر چڑا کر اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ قبرستان کی سب قبریں درجات ومراتب میں برابر نہیں ہیں

اولیاءاللہ کا عرس کیا ہے

عرس کے لفظی معنی ہیں شادی۔ اس لے دولھا دلہن کو عروس کہتے ہیں • بزرگان دین کی تاریخ وفات کو اس لئے عرس کہتے ہیں کہ۔ مشکوۃ باب اثبات عذاب القبر۔ جامع الترمذی میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب نکیرین میت کا امتحان لیتے ہیں اور وہ نیک بندہ کامیاب ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں تو اس دولھن کی طرح سو جا جس کو سوائے اس کے پیارے کے کوئی نہیں اُٹھا سکتا تو چونکہ اُس دن نکیرین نے اُن کو عروس کہا اس لئے وہ دن عرس کہلایا اس لئے کہ وہ جمال مصطفےٰ ﷺ کے دیکھنے کا دن ہے کہ نکیرین دکھا کر پوچھتے ہیں کہ تو اُن کو کیا کہتا تھا اور وہ تو خلقت کے دولھا ہیں کہے گا

وصال محبوب کا دن اس بنا پر عرس کا دن ہے لہذا یہ دن عرس کہلایا۔ جس دن اللہ کے ولی کا وصال ہوتا ہے وہ دن اس کی روحانی شادی کا دن ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جس دن جس تاریخ میں کسی اللہ والے پر اللہ کی رحمت آئی ہو وہ دن وہ تاریخ تاقیامت رحمت کا دن بن جاتا ہے جس کا ذکر ہوتا ہے وہ ہر صورت موجود ہیں جو خدا کے محبوب بن گے ان کا انتقال ہوتا ہے یعنی بدل جانا۔ transfer ہو گیا تمام پردے اٹھائے جاتے ہیں اور وہ اپنے محبوب حقیقی سے ملاقات کرتے ہیں موت انسان کا خاتما نہیں ہے تا وفات جو بندہ اس

دنیا میں اللہ کا ذکر کرتا رہا بعد وفات کے اللہ اس کا ذکر لوگوں سے کرتا ہے۔ تم میرا ذکر کر و میں تمہارا ذکر کرونگا۔

ہر سال تاریخ وفات پر اللہ والے کی قبر کی زیارت کرنا اور قرآن پڑھ کر کھانا کھلا کر اور صدقات وخیرات کا ثواب پہنچانا ان کی طرز زندگی کو یاد کرنے سے ان کی روحیں خوش ہوتی ہیں کہ انہوں نے میری خوشی مین اپنے آپ کو شریک کیا اصل عرس ہے • چونکہ عرس بھی ایصال ثواب ہی کی صورت ہے اس میں قرآن خونی۔ ذکر وفکر۔ صدقات و خیرات لنگر تقسیم کیا جانا برکت کے طور پر وعظ ونصیحت کی مجلیس کرنا نعت خونی عارفانہ کلام پڑھنا۔ بزرگ کے فضائل بیان کرنا عرس کا مقصد ہے۔

ہمارے معاشرے میں آجکل عرس کے طریقے سے منایا جاتا ہے ڈھول بجانا چادروں کا جلوس نکلانا۔ ناچ گانا قوالوں اور قوالن کا پروگرام کرنا میلوں کا لگانا۔ ایصال ثواب کے لئے پیسوں کو مانگنا اور پھر ان کاموں میں خرچ کرنا جائز کام بھی ناجائز بنا دیتا ہے •

اعلی حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ ایسی مجلسوں کا منعقد کرنا حرام ہے اور ایسی مجلسوں میں شریک ہونا حرام ہے عرس کی محفلیں منعقد کریں تا کہ آپ کی روحانیت دوبالا ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو مذاق بنا ڈالیں اس کو میلہ بنا ڈالیں

مختلف درختوں میں ارواح شہداءواولیاءکا تصور کرنا :۔

کئی دیہاتوں میں بعض جہلاء درختوں کے ساتھ عجیب وغریب داستانیں وضع کئے ہوئے ہیں اور فرضی قصے کہانیاں سنا کر نذر نیاز حاصل کرتے ہین۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلاں طاق میں شہید مرد رہتے ہیں یا اولیاءاللہ رہتے ہیں اور اُس درخت کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ، شیرنی اور چاول وغیرہ دلا

تے ہیں، پھولوں کے ہار لٹکا تے ہیں، لوبان سلگا تے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں اہلسنت کے علمائے اور محدیث بریلویؒ نے اس سے منع کرتے ہوئے جواب دیا یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہیں اور ایسے تمام امور بے بنیاد ہیں۔ اس طرح قبر بلا مقبور کی زیارات کرنے کی کوئی اصل نہیں ہے

نذر و نیاز کے بارے میں صحیح عقیدہ :۔

نذر و نیاز کے بارے میں درست اور صحیح عقیدہ یہ کہ یہ خالصتا اللہ تعالی کا حق ہے اور صرف اسی کے لئے جائز ہے عرف عام میں اولیاء اللہ کے لئے نذر کا لفظ استعمال کے جانے پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ نہ جائز ہے نذر سے مراد ان کے نام پر ہدیہ اور تحفہ پیش کرنا ہے جو کہ عبادت نہیں بعض لوگ نذر اور ایصال ثواب کو آپس میں خلط ملط کرتے ہیں

نذر اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی کے لئے مانی جاتی ہے :۔

نذر و نیاز لغت میں نیکی یا بدی کا وعدہ کرنے کو کہتے ہیں لیکن شرع میں اس کے معنی دل سے کسی عبادت کے ارادہ سے اپنے اوپر لازم کرلینا ہے جو لازم نہیں تھی۔ کوئی اچھی آرزو، مراد پوری ہونے کے بعد کچھ مال وغیرہ خدا کے نام پر خیرات کرنے یا نفل نماز و روزہ ادا کرنے کی پہلے سے ہی سے نیت کر لینے کو نذر و منت کہتے ہیں۔

حقیقت میں لفظ نذر کے تین جہت ہیں :

۱۔ ایک بطور عبادت وخیرات یہ خالصۃ اللہ تعالی کے لئے ہے اس معنی میں نذر اور نیاز کبھی بھی غیر کی طرف منسوب نہیں کیجاتی۔

۲۔ دوسرے بطور ایصال ثواب یہ اولیاء وصالحین اور مرحومین کے لئے ہوتی ہے اس معنی میں نذر اللہ تعالی کے لئے ہو ہی نہیں سکتی یہ مخلوق اور مرحومین ہی کا حق ہے اللہ تعالی کے لئے اثبات سراسر ناجائز بلکہ کفر ہے۔

۳۔ تیسری بطور اطعام اسے لنگر یا کھانا کہا جا سکتا ہے۔ مہمانوں کے لئے ہے یا شرکاء وحاضرین اور فقراء ومساکین کے لئے۔ یہ کھانا فی نفسہ نہ تو اللہ تعالی کو جاتا ہے اور نہ مرحومین کو۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں نیت عبادت وتقرب اور بندگی وعاجزی بر بنائے تقوی کی جاتی ہے اولیاء صالحین اور مرحومین کو ہدیہ ثواب جاتا ہے اور موجود زندہ افراد کھانے سے مستفید ہوتے ہیں۔

نذر صدقہ کے معنی میں استعمال ہوتی ہے اس میں عبادت نیازمندی جھکنے اور غایت تعظیم کے معانی پائے جاتے ہیں نذر کے بارے میں درست عقیدہ یہی ہے کہ یہ اللہ تعالی کا حق ہے اور صرف اسی کے لئے ماننا جائز ہے۔ اس لئے نذر شرعی نہ تو کسی رسول اور نبی کے لئے جائز ہے اور نہ ہی اولیاء صلحاء کے لئے۔ اور انبیاء اور اولیاء اللہ کے لئے جو نذر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے وہ مجازی معنی میں ہوتا ہے۔ حقیقی معنی میں نہیں۔ ان کے لئے جب نذر کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد نذر عرفی بمعنی۔ ہدیہ، نذرانہ اور ایصال ثواب ہے۔ جو انبیاء اولیاء اور عام مسلمانوں کے لئے ہے اور یہ بہترین ہدیہ ہے یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ کوئی بھی صحیح العقیدہ شخص بزگان دین کئے لے صرف اور صرف ایصال ثواب کی خاطر جانوروں کو انبیاء واولیاء اور صالحین اور مرحومین کے لئے منسوب کیا جاتا ہے حقیقتا اور عبادۃ نذر اللہ تعالی ہی کی ہوتی ہے مگر اس کا ثواب اولیاء اللہ کو پہنچایا جاتا ہے اس صورت میں نذر یوں مانی جاتی ہے۔

یاالہی اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں نذر مانتا ہوں کہ فلاں جانور تیری رضا کے لئے ذبح کروں گا اور اس نذر کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پیش کروں گا ایسی نذر ماننا شرعا ہر اعتبار سے جائز ہے اس کے جوز میں کسی محدث فقیہ اور مفسر کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

خیرات وصدقات اور عمل صالح کی نذر ماننا شرک نہیں

کوئی عمل صالح بطور نذر مانا جاسکتا ہے حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب ایک مرتبہ حسنین کریمینؓ علیل ہوئے تو ان کے لئے بطور نذر روزے رکھے گئے اور حقداروں کو کھانا کھلایا گیا۔ یہ بات مدنظر رکھنی ہے کہ ہر عمل صالح دو گونہ تعلق کا حامل ہے۔ایک تعلق اللہ تعالی کے ساتھ جس میں اس عمل کی نیت اور اس کے متعلق عقیدے کا اللہ تعالی کے لئے خاص ہونا ہے۔

اگر کوئی گیارہویں شریف کی نذر مانتا ہے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں دوں گا تو جان لیجئے کہ یہ صدقہ و خیرات ہی کی ایک صورت ہے اس میں نیت کے ساتھ دعا ہوگی کہ مولا کریم تیری رضا کے لئے یہ کھانا پکانا۔ قرآن پڑھنا تیرے حضور پیش کیا جاتا ہے اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اس عمل سے جو ثواب ملے اسے میں جملہ انبیاء اولیاء اللہ خصوصن شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کی ارواح کو بالخصوص تحفہ پیش کرتا ہوں۔پس اس دعا کے ساتھ ایصال ثواب کرنا شرک نہیں۔

اور ایک خاص بات یاد رکھیں کہ جو لوگ مطلقا تقرب الی اللہ کے لیے وسلیہ اور ذریعہ کی بھی نفی ثابت کرتے ہیں وہ درست نہیں ہے کیونکہ کفار اپنے ان بتوں کو فقط تقرب الی اللہ کا ذریعہ نہیں مانتے تھے بلکہ ان آگے سر بسجود ہوتے۔ مشرکین انہیں معبود سمجھ کر ان کی پوجا بھی کرتے اور ان کے لئے جانوروں کا نذرانہ بھی عبادت کی نیت سے پیش کرتے جیسا کہ آیت کریمہ کیا الفاظ۔

ما تعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی - ہم اُن کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنادیں سے عیاں ہے۔

اس کے برعکس کوئی ادنی مومن بھی انبیاء اور اولیاء کو معبود سمجھتے ہوئے انہیں وسیلہ اور ذریعہ

نہیں بناتا۔حضور ﷺ کا ادنی ترین غلام بھی آپ ﷺ کے عبد اور عابد ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے نہ کہ معبود ہونے کا۔یہی وہ بنیادی عقیدہ ہے جو ایک مومن و کافر توحید پرست و بت پرست اور موحد و مشرک کے درمیان واضح حد فاصل قائم کرتا ہے۔

خدا تک پہنچنے کے لئے وسیلہ کی یا پیر کی ضرورت کیوں ہے؟

آج کے دور کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کا یہ خیال ہے کہ خدا تو سب جگہ ہے سب کا ہے سچا ہو نیک ہو یا بد ہو مرد ہو یا عورت ہو مسلمان ہو یا ہندو یا پارسی یا عیسائی گورا یا کالا، خدا ہم کو دیکھتا ہے ہماری بات سنتا ہے ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے حاضر ہے ناضر ہے خالق ہے تو پھر مخلوق کو اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ کی کیا ضرورت نماز، روزہ، حج، زکوۃ کے ہوتے- رہبری کے لے ہدایت کی کتاب قرآن موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں، زندگی کے ہر شعبہ پر اس نے روشنی ڈالی ہے جو اس روشنی میں چلے گا کامیاب ہوگا۔قرآن مجید میں تاریخ ہے اخلاق ہے تمدن ہے معاشرت کے اصول ہیں سیاست ہے اقتصادت ہی ا نفرادی و اجتماعی حقوق کا ذکر ہے دعائے ہیں قومون کے عروج و پستی کا حال ہے۔ یہ ہم کو روشنی کی طرف لئے جاتے ہیں یہ ہم کو برائی سے بچاتے ہیں اور بھلائی کی طرف لئے جاتے ہیں بھلا ان سے بڑھ کر کونسا وسیلہ ہو گا۔نماز۔روزہ۔حج۔زکوۃ نجات کے اچھے ذریعہ ہیں ان کے ذریعہ جنت حاصل ہوسکتی ہے۔جب ہم کو مذہب میں وہ سب چیزیں ملتی ہیں جو زندگی کو خوشگوار بنانے قبر کو روشن کرانے، ہم کو نجات دلانے، دوزخ کی آگ سے بچانے، ہم کو خدا تک پہنچانے جنت میں داخل ہونے تو پھر ہم کیوں ادھر اُدھر بھٹکیں جب ہمارے پاس اتنی چیزیں ہیں جو

ہماری رہنمائی کرتی ہیں اور ہم کو منزل مقصود تک یعنی نجات دلانے اور جنت دلانے میں مددگار ہیں اللہ اللہ کرنے کے بجائے اولیاء اللہ سنگت اور ہم نشینی کیوں اختیار کرے پھر ہمیں کیا ضرورت کہ قریب کا راستہ چھوڑ کر دور کا راستہ اختیار کریں۔ ان کے سلسلے میں آنے بیعت کرنے اور نسبت قائم کرنے کی شریعت میں کیا اہمیت ہے

بیعت کی ضرورت کیوں ہے:۔

اس کا جواب قرآن مجید سے پوچھتے ہیں تو وہ ہمیں صراحتا بتاتا ہے کہ بندوں اور خدا کے درمیان اولیاء اللہ کو خود اللہ رب العزت نے ہادی و رہبر کے طور پر ڈالا ہے کسی انسان کی اتنی مجال کہاں کہ وہ ایسی جسارت کر سکے آپ ﷺ کی وساطت سے پوری امت کو حکم دینا ہوتا ہے رب العزت نے اپنے محبوب سے ارشاد فرمایا -

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ و لا تعد عینک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا و لا تطع من اغلفنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ و کان امرہ فرطا- (الکھف۔۱۸:۲۸)

اے میرے بندے تو اپنے آپ کو اُن لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کرو جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اُس کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں (اُس کے دید کے متمنی اور اُس کا چہرا تکنے کے آرزومند رہتے ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں ۔کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے اور تو اس شخص کی اطاعت بھی نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے ......اس آیت مبارکہ میں اللہ نے اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ تک

رسائی کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا اے لوگو تم میرے ان بندوں سے اپنا ناطہ جوڑلو جو صبح و شام میری یاد میں سرمست رہتے ہیں اور جنھیں میری قربت درکار ہو ان کے لئے ضروری ہے کہ میرے ان خدا کے بندوں کی صحبت اور سنگت اختیار کرلیں

علماءا کرام فرماتے ہیں، ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ کس مرشد کامل سے مرید ہونا بھی ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے یوم ندعوا کل انناس بامامھم (بنی اسرائیل۔۷۱) یعنی پھر خیال کرو جس دن ہم تمام لوگوں کو اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ امام کا ہونا بہت ضروری ہے بغیر امام کے راستہ نہیں ملتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہئے شریعت مین تقلید کر کے اور طریقت مین بیعت کر کے، تا کہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح امام نہ ہو گا تو اس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید، بیعت اور مریدی سب کا ثبوت ہے

پیر اُمور آخرت کے لئے بنایا جاتا ہے تا کہ اُس کی راہنمائی اور باطنی توجہ کی برکت سے مرید اللہ ورسول اللہ ﷺ کی ناراضگی والے کاموں سے بچتے ہوئے رضائے الٰہی کے مطابق اپنے شب و روز گزار سکیں۔ بہت سے لوگ دنیاوی اغراض کی نیت سے بیعت ہوتے ہیں یہ بیعت بھی بیکار نہیں بلکہ مفید ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے کئی فائدے ہیں۔ محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا اور ان سے سلسلہ متصل ہو جانا بھی بڑی سعادت ہے۔

بعض لوگ مرشد کامل کا یہ معیار سمجھتے ہیں کہ پیر تعویذ گنڈے یا عملیات میں ماہر ہو اور دنیاوی مشکلات حل کر دیا کرے ہرگز ایسا نہیں۔ حقیقت میں پیر امور آخرت کے لئے بنایا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی کبھی دنیوی برکتیں۔ مثلا بیمار یا شفاء یا مشکلوں کا حل ہونا بھی

ظاہر ہوتا رہتا ہے صرف دنیاوی مسائل کے حل کے لیے مرشد سے مرید نہیں ہوتے۔ اگر کوئی کہے کہ تمہارا پیر کامل ہوتا تو تمہاری پریشانی بیماری، جنات کے اثرات اور جادو ٹونے کے معاملات حل ہو جاتے۔ یہ تو بے وقوفی و نادانی ہے کہ پیر اس لئے نہیں بنایا تھا پیر تو آخرت کے معاملات کے لے ہوتا ہے۔

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نور اللہ مرقدہ کے قصیدہ والاستمداد علی اجیال الارتداد کی شرح میں فرماتے ہیں اور امام سیدنا عبدالواب شعرانی قدس سرہ نے میزان الشریعۃ الکبری میں فرمایا ہے۔ بے شک سب آئمہ و اولیاء و علماء (مشائخ کرامؒ) اپنے پیروکاروں اور مریدوں کی شفاعت کرتے ہین اور جب ان کے مرید کی روح نکلتی ہے۔ جب منکر نکیر ان سے قبر میں سوال کرتے ہیں۔ جب حشر میں اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے۔ جب اس سے حساب لیا جاتا ہے۔ جب اس کے اعمال تولے جاتے ہیں اور جب وہ پل صراط پر چلتا ہے ان تمام مراحل میں وہ اس کی نگہبانی کرتے ہیں اور کسی جگہ بھی غافل نہیں ہوتے۔ معلوم ہوا کہ پیر امور آخرت کے لئے بنایا جاتا ہے۔ تاکہ ہر مشکل اور کٹھن گھڑی میں اللہ تعالی کی عطا سے مدد فرما کر مرید کے لے آسانیاں پیدا کرے۔

سید عالم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ ارباب طریقت کے ساتھ ایک سلسلہ مین منسلک ہو جانا بھی نعمت ہے۔ حدیث پاک میں ہے ان کا رب فرماتا ہے۔ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا (صحیح مسلم۔ کتاب الذکر۔ رقم ۲۶۸۹ ص ۱۴۴۴)

وہ راستہ جو خدا تک پہونچاتا ہے تصوف کا راستہ ہے تصوف کے راستہ میں عبادت دوزخ کے خوف سے یا جنت کے لالچ سے نہیں کی جاتی بلکہ خدا کی محبت کیلے کیجاتی ہے۔ اس میں کوئی عبادت بلا خلوص نیت قبول نہیں ہے تصوف میں نیت کی درستی

کے لئے تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، اور عشق و محبت درکار ہیں۔ بلا محبت یہ خزانہ ہاتھ نہیں آتا حضور ﷺ ایک جنگ سے واپسی پر آپ نے فرمایا۔ رجعنا من جہاد لا صغرہ الی جہاد الا اکبر۔ یعنی ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف جارہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے جنگ کرنے کو آپ ﷺ نے چھوٹا جہاد فرمایا اور نفس سے جہاد کرنے کو بڑا جہاد کہا

یقیناً قرآن شریف اور احادیث نبوی میں تصوف معرفت کا درس دیتی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے عبادت کر خدا کی یہاں تک کہ تجھ کو یقین حاصل ہو جائے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ بیشک اللہ تعالی انسان اور اس کے قلب کے درمیان گذرتا رہتا ہے۔ اس بنا پر اہل تصوف و انسان کامل قلبی عبادت کے طرف متوجہ ہوئے ہیں

سیدنا عبادہ بن صامت انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری، ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چوں و چرا نہ کریں گے (صحیح البخاری، کتاب الاحکام۔ رقم ۷۱۹۹، ۷۲۰۰ ج ۴ ص ۴۷۴)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہہ دو (اے محمد ﷺ) یہ میرے خدا کا راستہ ہے میں اپنے آپ اور ان کو جو میرے پیرو ہیں راہ بصیرت کی طرف بلاتا ہوں۔ راہ بصیرت سے مراد راہ طریقت ہے۔

حدیث قدسی ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے یہ مقام اہل تصوف کے یہاں فنافی الذات ہو کر میسر ہوتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے "میرے اولیاء میری قبا میں چھپے ہوئے ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا•

حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سرور عالم ﷺ نے دو علم سکھائے ہیں ایک یہ ہے جسے میں لوگوں سے کہتا پھرتا ہوں یعنی علم شریعت دوسرا علم وہ ہے جسے اگر میں لوگوں سے کہوں تو وہ ناسمجھی کے باعث میرا گلا کاٹ ڈالیں یہ علم علم تصوف ہے معرفت ہے جس کے اظہار پر حضرت بایزید بسطامیؒ پر تلواریں چلیں۔حضرت منصورؒ سولی پر چڑھے غوث پاکؒ پر کفر کا فتوی لگا

علماء عبادت ظاہری پر زور دیتے ہیں اور اہل طریقت عبادت ظاہری و باطنی کو بلا یکسوئی ناقص کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا سورج چاند کی معبودیت سے انکار حق کو پہچاننے کی کوشش عرفان نہیں تو اور کیا ہے۔رسول خدا کا یہ فرمان ۔جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے خدا کو پہچانا۔اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عرفان عین تصوف ہے

انسان خدا تعالی کا خلیفہ ہے اس کا لقب خلیفتہ اللہ فی الارض ہے ۔خدا تعالی نے اس کو اپنی مخلوق میں ممتاز جگہ دی ہے انسان کو علم ادراک عقل عشق و محبت عرفان اور روحانی تصرفات عطا ہوئے ہیں۔انسان کو قوت ارادہ دی گئی اور معرفت بخشی گئی تا کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے خود کو جانے اور خدا تعالی کا جلوہ ہر شئی میں جلوہ نما دیکھے۔لیکن انسان جس مقصد کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو فراموش کر بیٹھا

انسان کو اس روحانی پستی،لاچارگی کی زندگی سے نجات دلانے کے لئے راہبر کی ضرورت پیش آئی تا کہ تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے ساتھ معرفت الٰہی اور خدا رسی کا درس حاصل ہو۔بعض دفعہ کتاب پڑھنے سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا پیر کے بتلانے سے ہوتا ہے۔

تصوف کی تعلیم مدارس میں نہیں ملتی شیخ کے در پر اور خانقاہوں پر حاصل کی جاتی ہے۔اس کا درس وہی لوگ دے سکتے ہیں جو اس راستہ سے گزر چکے ہیں اور جن کا قلب بیدار ہو چکے ہیں یہ علم سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے یہ ایک ایسا راز ہے کہ جس کا راز دار ہر ایک کو نہیں بتایا جاتا• جو چیزیں پردہ اخفا میں مستور تھیں وہ ظاہر ہو جاتی ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ نظر آنے لگتا ہے باطن روشن ہو جاتا ہے زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔وہ خدا کی مرضی پر راضی و خوش رہتا ہے اس کی خود کی کوئی خواہش نہیں ۔اس کے لئے ماضی و مستقبل کوئی چیز نہیں اب وہ اسرار خفیات سے باخبر ہے اور رموز الٰہی سے خبردار ہے۔اور ہمیشہ اُس کی نگاہ خدا پر لگی رہتی ہے جو رنج و تکلیف اس کو مخلوق سے پہنچتی ہے وہ اس کو منجانب خدا سمجھتا ہے۔جس کو پیر مل گیا اس کو سب کچھ مل گیا اور جو پیر سے محروم رہا وہ بڑے گھاٹے اور خسارہ میں رہا۔چاہے کوئی شخص اپنی ریاضت اور مجاہدہ سے پانی پر چلے ۔ہوا میں اڑے اور سامنے اور پیچھے کی باتوں کو بھی جانے لیکن جب تک وہ کسی پیر کا ہاتھ نہیں پکڑے گا اس کو خدا کی بو بھی نہیں لگے گی حضرت مخدومؒ نے فرمایا

اہل اللہ کے دست پر بیعت کرنا مسنون و مستحب ہے لیکن اس پر اکتفا کر لینا اور اوامر و نواہی کی پابندی نہ کرنا قطعا درست نہیں۔-**اصلاح باطن کے لئے بیعت کرنا مسنون ہے لیکن فرائض و واجبات اور سنن پر عمل دین کی بنیادی ضرورت ہے** ۔بیعت کے لئے ضروری نہیں کہ رسما کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے بلکہ بیعت کا اصل مقصد دین پر استقلال کے ساتھ کاربند کا عہد ہے• شیخ کامل کے معاونت اور رہنمائی سے نفس و شیطان کے خطرناک حملوں کا موثر دفاع اور عبادت و ریاضت کے ذریعہ اللہ تعالی کی قربت و محبت کا حصول ممکن ہوتا ہے۔کسی بھی سلسلہ طریقت کو اختیار کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ مندرجہ بالا مقاصد حاصل ہوں ورنہ تصوف و طریقت کے

نام پر آج کل بے شمار کاروباری قسم کے لوگ اپنی دکانیں کھول کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ایسے لوگوں سے بچنا چاہئے

(صحیح بخاری۔کتاب الاحکام؛باب:من بایع مرتین۔۹۵۔۵۵/۱) ترجمہ:۔

حضرت یزید بن ابوعبید کا بیان ہے کہ حضرت سلمہ بن الاکوع ؓ نے فرمایا۔حضور نبی اکرم ﷺ سے ہم نے درخت کے نیچے بیعت کی۔پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے سلمہؓ کیا تم بیعت نہیں کرتے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ۔میں تو پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں۔ فرمایا دوبارہ کرلو۔

ظاہری علم اُستاد سے سیکھ سکتے ہیں اور باطنی علم صرف مرشد سے حاصل ہوتا ہے۔

شیطان علوم ظاہری کا جیدّ عالم فاضل اور ہر علم کا جاننے والا تھا لیکن اَنَا خَیرٌ مِنہُ میں اس سے بہتر ہوں نے اس خراب کیا علم باطن سے واقف نہیں تھا۔

علم باطنی سے معرفت الٰہی دیدار الٰہی قرب حق حاصل ہوتا ہے وہ عامل اور ولی اللہ ہوتا ہے۔ جو اللہ کا نام پڑھتا ہے وہ عامل ہے اور جو اللہ کا نام جانتا ہے وہ کامل ہے

قرآن۔ المایدہ ۔35 ۔ قال اللہ تعالٰی یا ایھا الذین امنو اتقو اللہ وابتغوا لیہ الوسیلتہ و جاھدو فی سبیلیہ لعلکم تفلعون

۔ یعنے اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو اسکی طرف وسیلہ اور کوشش ومحنت کرو اِس کی راہ میں تا کہ کامیابی نصیب ہوجایے۔

قرآن۔التوب۔119- یا یھا الذین امنو اتقواللّٰہ و کونو معا الصدقین ۔۔۔۔۔ یعنے اے ایمان والون اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ صدق (تقوی) والوں کے ساتھ ہوجاو۔

قرآن۔نساء۔ یاایھا الذین امنو امنو با للّٰہ و رسولہ ۔

اے ایمان والو ایمان لئے آو اللہ و رسول پر۔ تقوی عبادت نیک عمل وغیرہ سے تو ایمان والا ہوتا ہے پھر کیون فرمایا کہ ایمان لئے آو۔اس آیت میں دو مرتبہ لفظ امنو کہا گیا ہے

قرآن ۔النحل۔ 43۔ فسلو آاھل الذکران کنتم لا تعلمون

اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھ لو جو ہمیں معلومات کرایں ہمیں راستہ دکھلایں اُن کو راہبر پیر کہتے ہیں۔

قرآن۔ الفتح۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم۔

جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر جو کوئی قول توڑے سو توڑتا ہے اپنی جان پر اور جو کوئی پورا کرے جس پر اقرار کیا اللہ سے وہ دیگا اس کو نیک بڑا ثواب۔

حدیث۔مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ لَا دِیْنَ لَہٗ

یعنے جس کا کوئی شیخ یا پیر نہیں اِس کا کوئی دین نہیں۔

حدیث :۔ الرفیق ثم الطریق :۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے رفیق راہ تلاش کرو اور پھر چلنا شروع کرو۔ حدیث مسلم۔ مشکواۃ شریف:۔

عن عبداللّٰہ بن عمر من مات و لیس فی عنقسه بیعۃ مات میتۃ جاھلیه و من خلع یدا من طاعۃ لقی اللّٰہ یوم القیمۃ و لا حجته له۔

یعنے جو شخص مرگیا اور اس کی گردن میں بیعت نہیں ہے تو وہ مرگیا جاہلیت کی موت اور جسے اپنے ہاتھ اللہ کی اطاعت سے اٹھاے وہ بروز قیامت اللہ سے ملیگا اور کوئی

جنت اسکے پاس نہوگی پس اس راہ میں پیر کامل کی دستگیری لازمی ہے۔

ارشادنبوی ﷺ ہے ۔ الطالب عندالمرشد کا لمیت بین یدی الغاسل۔ طالب مُرشد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں۔

ارشادنبوی ہے ۔ حب اَلفقرآءِ مفتاح الجنۃ -فقراء کی محبت جنت کی کنجی ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے ۔ الفقرُ فخری والفقر منّی۔ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ جس کا کوئی پیر نہیں وہ بدنصیب ہے عالم کا نفس پیر کا رقیب ہوتا ہے

میرے صحابہ ستاروں کے مثل ہیں۔ جس سے بھی ہدایت چاہو گے راہ یاب ہو جاو گے یہ ہدایت اس شخص کے پاس ہوگی جسنے ظاہری وباطن علم کی میراث اپنے واسطوں سے جناب سرور عالم ﷺ سے پائی ہو۔

کیا اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے۔ حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ تزکیہ فعل متعدی ہے فعل لازم نہیں جو خود اپنے فاعل سے تمام ہو، پس تزکیہ کوئی بھی اپنے نفس کا خود نہیں کرسکتا جب تک کہ کوئی تزکیہ کرنے والا نہ ہو۔ فعل متعدی فاعل اور مفعول یہ دونوں کا محتاج ہوتا ہے ۔ایک مقام پر فرمایا اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے (حضرت حکیم الامت کا فتوی امداد الفتاوی ۔۵۔۱۳۹ باب السلوک) آپ نے فرمایا کہ محبت حق پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھا کردے

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے ہیں۔ بغیر رفیق اور رہبر جس نے حق تعالی کے راستہ میں قدم رکھا تمام عمر گذر گئی مگر عشق حق کی حقیقت سے آگاہی نہ ہوئی۔ اور ان کا نفع کامل انہیں کو حاصل ہوگا جو ان سے دوستی اور رفاقت میں اخلاص اور اتباع

کرتے ہیں۔

صحبت کی برکات کی مثال۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے مثال فرمائی۔ مثال تل کے ہے تِل جب گلاب کی صحبت سے فیض پا کر گل روغن بن جاتا ہے تو تِل کے تیل کا نام بدل جاتا ہے اور دام بھی بدل جاتے ہیں۔ اب اس کو روغن گل کہتے ہیں ۔صحبت کے ساتھ مجاہدہ بھی ضروری ہے دیکھو تِل کو اگر مجاہدہ نہ کرایا جائے اور رگڑ رگڑ کر اس کی بھوسی نہ چھڑائی جاوئی تو گلاب کے پھول کی خوشبو اس کے اندر جذب نہ ہوگی...... تِل کا تیل اب روغن گل ہوگیا۔ برف نے آفتاب دیکھا پانی ہوگیا اب جامد نہ رہا اس کو اب برف نہ کہو۔

علامہ قشیریؒ ارشاد فرماتے ہیں:۔ مرید پر واجب ہی کہ شیخ سے ادب تعلیم وتربیت حاصل کرے اگر اس کا کوئی شیخ نہیں تو کبھی فلاح نہ پائی گا اس کا رہبر شیطان ہوگا یعنی اس کے کہنے پر چلے گا۔ میں اپنے استاد ابوعلی دقاقؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو درخت خود رو ہوتا ہے وہ پتے تو لاتا ہے مگر پھل نہیں لاتا یہی حال اس کا ہوتا ہے۔ جس کا کوئی شیخ نہیں ہوتا ۔ پس رفتہ رفتہ وہ اپنی خواہش نفسانی کا غلام بن جائے گا اور اس کو اس غلامی سے کبھی خلاصی نہیں ہوسکتی۔

مولانا قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں:۔

ترجمہ۔ پیغمبر ﷺ کا نور باطن بزرگوں کے سینوں سے حاصل کرنا چاہئے۔

مولانا حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد ہے۔

سو برس کی اخلاص والی عبادت سے اہل اللہ کی ایک ساعت کی صحبت افضل ہے اس لئے کہ اخلاص ملتا ہی ہے ان حضرات کی صحبت کی برکت سے تو سو برس کی عبادت اخلاص والی کہاں سے ملی گئی انہی حضرات کی صحبت کی برکت سے تو ملے گئی۔

علامہ سیلمان ندویؒ فرماتے ہیں:۔

حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اہل اللہ کی محبت اور صحبت سے بڑھ کر کائی تدبیر موثر نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

ہمارے والد ماجد نے ہم کو تحریر فرمایا کہ اے بیٹے خشک ملا اور بدون تربیت نہ رہنا۔ شیخ نے اس نصیحت کے بعد باضابطہ تعلق مرشد سے قائم کر کے اپنی تربیت واصلاح کا اہتمام فرمایا۔

حضرت عبدالوہاب شیرانی مصریؒ فرماتے ہیں: -طلب الشیخ فی طریق واجب علی مرید ولوکان من اکابر العلمای۔ یعنی طریقت میں پیر کامل سے مرید ہونا سب پر واجب ہے کہ وہ علامہ یعنی اکابر العلماء میں سے کیوں نہ ہو

فیض مرشد قرآن کی روشنی میں:۔

مشائخ کی تربیت کو مریدین کی تکمیل میں کس قدر دخل ہے اس کے متعلق مسائل السلوک تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں:۔ ولقد ارسلنا موسیٰ بایاتنا ان اخرج قومك من الظلمات الی النور (پ-۱۳ سورۃ ابراہیم)...... اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف بلاو۔

ظلمات سے نور کی طرف نکالنے والا مخرج حقیقی تو صرف حق تعالیٰ شانہ ہیں، لیکن اپنے پیغمبر موسیٰ کی طرف اس اخراج کی نسبت کرنا نہایت قوی دلیل ہے۔ اس بات کی کہ مرید کی تکمیل میں شیخ اور مرشد کو عظیم دخل ہے...........روحانیت قال سے نہیں حال سے عبارت ہے روحانیت کہنے سننے کی چیز نہیں بلکہ سیکھنے اور برتنے کی چیز ہے۔

تمام اکابر مشائخ واولیاء اللہ کے نزدیک وہ شخص جو حقیقت میں سنت نبی ﷺ

اور شریعت مطہرہ کو جھٹلائے، مخالفت کرئے اور رد کرئے وہ بے دین ہے۔ چکنی چکنی باتیں بناتے ہیں اور صوفیوں کا لباس پہنکر تصوف اور ولایت کا دعوی کرتے ہیں غیر مباح کو مباح ٹھہرتے ہیں۔۔ بے دیل کے باتیں بتائیں قرآن اور حدیث کے من گھڑت معنے بتائے۔ علم حاصل کرنے کو حجاب کہنا۔ خاص کر عورتیں اور کم علم اور بے پڑھے لوگ ایسوں کے جانسوں میں آکر مرید بن جاتے ہیں اور بے عمل رہکر اپنی آخرت خراب کر لیتے ہیں۔ اور آداب مرید پڑھا کر سوال کرنے کا موقع نہیں دیتا اکثر اخباروں میں جھوٹے پیروں کے واقعیات لوگ پڑھتے ہیں

ایسے پیرون کا حقیقت ومعرفت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے•

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے نامور شیخ حضرت نصر الدین چراغؒ دہلوی فرماتے ہیں

مشرب پیر حجت نمی شود دیل از کتاب وحدیث ے باید۔ **شیخ طریقت کا مسلک حجت نہیں دلیل قرآن وحدیث ہونی چاہئے•**

پس جس شخص کو ایسا شیخ ملجائے تو چاہے کہ اسکے ظاہری وباطن کا احترام میں کوتاہی نہ کرے۔ اور شیخ وہی ہے جو حق کا راستہ دیکھا بھالا اور ہلاکت واندیشہ کے موقوں سے آگاہ ہو۔ تاکہ ہدایت اور مفید ومضر سے واقف کرا سکے۔ دور حاضر مین چونکہ کامل وناقص پیر کا امتیاز مشکل ہے بیشتر لوگ نے پیری مریدی جیسے اہم منصب کو حصول دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ایسا پیر اس جہاں میں گمراہ کرنے والا ہے

مرشد کامل وہی ہے جو جامع اضداد ہو اور شریعت کو طریقت کے ساتھ اور حقیقت کو شریعت کے ساتھ کلام الہٰی اور احادیث رسالت پناہ ﷺ اور اقوال مجتہدین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسناد کے ساتھ جمع فرمادے اور طالبان حق کو سلامتی ایمان کے ساتھ سمجھا دے• دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو اور کامل ہونے کا دعوی نہ کرتا ہو۔ اُس کے

مریدین شرع کے پابند ہوں۔ خود بھی ذکر و شغل کرتا ہو۔ کامل کے آداب کا بجالانا از بین مشکل ہے اور مرید ہو کر مرشد کی مرضی کا خلاف کرنا نہایت بُرا ہے ان امور کی توفیق حضرت باری تعالیٰ شانہ کے فضل و عنایت پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ کا فضل بندہ کی دستگیری فرماتا ہے

اردات کے بارے میں:۔

استاد (پیر، رہبر) کے مرتبے کا اندازہ صحاح ستہ کی اس حدیث سے ہوتا ہے کہ جس کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اِنّمَا بُعِثتُ مُعَلِمًا۔ بلا شبہ میں استاد (پیر، رہبر) کی حیثیت سے اٹھایا گیا ہوں پیر اور مرید کے رشتہ کی عظمت اور اس کے تقدس کو سمجھ سکتے ہیں۔

مرید سب سے پہلے اپنی نیت کو پاک و صاف کرے یعنی یہ تہیہ کر لے کہ وہ ایک پاکیزہ زندگی گزارے گا

مرید کا مقصد صرف اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کی خوشنودی۔ معرفت الٰہی اور دیدار ہے اس کے سوا کوئی اور غرض ہر گز نہ ہو

مرید سب سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرئے۔ پھر اور اس بات کا اقرار کرئے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں اور آنکھ، کان کو گناہوں سے محفوظ رکھو گے اور خیانت۔ ظلم کسی پر نہیں کرون گا۔ شریعت کے طریق پر کاربند رہو گے۔ دوسرا اپنے نفس کو عبادت کے زیور سے آراستہ کرئے۔

مرید ہر وقت سامنے رکھے صاحب خلق عظیم اور نور مجسم جناب رسالت مآب حضور ﷺ کے حسنہ کو۔ زندگی کے جو اصول اور ضابطے سکھائے ہیں وہ ہر گز وقتی اور عارضی نہیں ہیں بلکہ دائمی ابدی ہے۔ بلکہ تا قیامت تک کے لے ہیں۔

مرید آخرت کی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دے۔ اور پاکیزہ لوگوں کی صحبت

و رفاقت اختیار کرنی چاہئے۔ مرید کوئی ایسا معاملہ و سلوک ہر گز نہ کریں جس کی وجہ سے بندگان خدا کے دل میں کراہیت پیدا ہو اور وہ دین توحید سے بدظن ہوں

مرید اپنے اندر اوصاف حسنہ و اخلاق حمیدہ پیدا کرنا چاہئے جو پاک لوگوں میں موجود ہوتے ہیں۔ بعض اوقات آدمی دوسروں کی دیکھا دیکھی غلط راہ اختیار کر لیتا ہے اس لئے وہ اپنی خامیوں کا جائزہ لیتا رہنا چاہئے اور انہیں دور کرنے کی کوشش میں لگا رہنا چاہئے اور مرید دین کے معاملہ میں بحث و مناظرہ اور جبر نہ کرئے

پیر کا عشق ہی نفس کی خواہشات کو قتل کرتا ہے پیر صاف باطن کی صحبت سے شوق و عشق حاصل ہوتا ہے۔ پیر کو یوں سمجھنا گناہ ہے کہ اسکو ہر وقت ہمارا سب حال معلوم ہے۔

شیخ ابو لقاسم قشیریؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں سالکوں کے کام کا آغاز ارادات ہے، کیونکہ کسی کام کے کرنے سے پہلے اس کام کا پختہ ارادہ ضروری ہے۔ ارادت اس لیے کہتے ہیں کہ پہلے اپنے دل میں عزم مستحکم کرنا ضروری ہے پھر ارادت مند اپنے عزم کو عمل سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ حقیقت میں ارادت یہ کہ طلب حق تعالیٰ میں دل کا درست اور صحیح ہونا ارادت ہے۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں مرید اس کو کہتے ہیں جس کا سرے سے کوئی ارادہ نہ ہو۔ جب تک کہ وہ مراد سے خالی نہیں ہوتا طریقت مین مرید نہیں کہلاتا۔ یعنی طریقت میں مرید وہ کہلاتا ہے جو اپنا اختیار چھوڑ کر رضائے حق تعالیٰ کا طالب ہو۔

مرید وہ ہے کہ جنھیں پیر تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزون کو ان دیکھی اور سنی ہوئی باتوں کو ان سنی کرو۔

اور اپنے ہر کام اللہ پر چھوڑ دو اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے اللہ کی طرف سے جانو۔ اپنے پیر سے جو سنئے اُس کو کسی سے نہ کہے نہ ہاتھ سے نہ زبان سے نہ کسی پر طعن و

ملامت کرے۔

اپنے ظاہر کو محفوظ رکھے۔اپنی آنکھ اور زبان کو حق تعالی میں مصروف رکھے۔ ارادت کا مطلب یہ ہے کہ دل حق تعالی سے لگائے اور ہمیشہ ذکر اور تسبیح میں مشغول رہے اور شیطان کے وسوسوں سے دور کرے۔

مرید کبھی خدائی دعوی نہ کرے یعنی یہ کہ تم یہ چاہو کہ تمام لوگ اور خلقت تمہیں چاہے اور تم سے محبت کرے

پیر کے در کو مضبوط پکڑو ہر در پھرنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا.پیری و مریدی کا تعلق ایک ایسا تعلق ہے کہ جس میں اپنے پیر کے سوا کوئی دوسرا شریک نہیں ہوتا۔ اور تربیت و پرورش کا تعلق ایسا تعلق ہے کہ جس میں حقیقی مربی کے سوا اور بھی شریک ہو سکتے ہیں،اس لیے کہ یہ جائز ہے کہ بچے کو ماں کے علاوہ کوئی دوسری دایہ دودھ پلائے۔کسی کا شیخ وفات پا جائے تو اس کی وفات کے بعد وہ کسی دوسرے شیخ سے تربیت حاصل کر سکتا ہے۔

کوئی شخص بیعت کرتا ہے تو اس کا عہد خدا سے عہد ہوتا ہے۔اسے چاہئے کہ وہ اپنے عہد پر ثابت قدم رہے۔اگر اس کو استقامت میسر نہیں تو ایسا شخص خواہ کسی کا بھی ہاتھ پکڑ لے وہ ویسا ہی رہے گا،جیسا کہ وہ ہے•

پیر کے حکم کرنے اور مرید کے پیر کے ارشاد کی تکمیل کرنے کے بارے میں:۔

مرید کو چاہے کہ وہ وہی کرے جو اس کا پیر اس کو حکم دے۔پیر مرید کو غیر شرعی باتوں کا حکم نہ دے ۔مرید کو پیر کے اشارے پر کام کرنا چاہے۔جو شخص کس پیر کا مرید ہوتا ہے اس کو تحکیم کہتے ہیں۔یعنی اپنے پیر کو اپنے حق میں حاکم بناتا ہے۔اگر مرید پیر کے

بعض قول اور فعل کا انکار کرتا ہے،وہ مرید نہیں ہوتا• اپنے پیر پر کسی طرح کا اعتراض نہ کرے- کوئی بھی عبادت بغیر حکم پیر شروع نہ کرے

مرید کے دل میں پیر کی عقیدت اس درجہ اور اس حد تک ہونی چاہے کہ وہ اپنے زمانے میں اپنے پیر سے بڑھ کر کسی کو نہ جانے اور صرف یہ جانے کہ میرا پیر ہی خدا تک پہنچا سکتا ہے•-اگر سست اعتقاد مرید کے دل میں یہ خطرہ گزرے کہ دنیا مین میرے پیر جیسا کوئی ہے جو خدا تک پہنچا سکتا ہے تو یقیناً ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے- اس پر پیر کے ساتھ مشغولی کے ہر دروازے کو بند کر دیتا ہے

سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ پیر کا فرمان بھی رسول کے فرمان کی طرح ہے-پیر اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسا نبیؑ اپنی امت میں

سلطان المشائخ سے لوگوں نے سوال کیا کہ ایک مرید ایسا ہے جو پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور کچھ اور وظائف و درود بھی پڑھتا ہے لیکن اپنے شیخ کی محبت اور عقیدت اس کے دل میں پختہ ہے-اور اس طرح ایک دوسرا مرید ہے جو نماز اور بکثرت وظائف وغیرہ کرتا ہے اور حج بھی کیا ہے لیکن شیخ کی محبت اور عقیدت اس کے دل میں کم ہے-ان دونوں میں کون سا بہتر ہے سلطان المشائخ نے فرمایا اس دونوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے پیر سے محبت رکھنے والا اور عقیدت مند ہے وہ عبادت گزار مرید کے کئی وقتوں سے اشرف و افضل ہے•

جس قدر پیر کی محبت اور اعتقاد مستحکم ہو گا اس قدر اطاعت الہی کے کاموں میں اس کا عشق اور ذوق زیادہ ہو گا- دراصل پیر کی محبت اور اعتقاد ہی پیر کی محکم تلقین ہے۔ ناشائستہ افعال جب صادر ہوتے ہیں جب اس کے دل میں پیر کی محبت کم ہو•

مرید کو جو بھی واقعہ پیش آئے چاہے خواب میں یا بیداری میں اُس کو سوائے اپنے

پیر کے کسی اور سے نہ کہنا چاہیے

اپنے پیر کی صحبت میں بلند آواز سے بات نہ کرے اپنے پیر سے بے تکلفی سے فیض وبرکت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جب بھی مخاطب ہو تعظیم واحترام کو مدنظر رکھے۔ پیر سے کوئی سوال کرے تو اپنے مرتبہ کا خیال رکھے۔ اپنے پیر سے اپنے راز و اسرار نہ چھپائے

پیر کی طلب میں سچا ہو یہ نہ سوچے کہ پیر پیشوا ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں کیونکہ بہت سے طالبان حق اس مقام میں ہلاک ہو گے ہیں جب تک تیری آنکھ نورعرفان سے روشن نہ ہو پیر کا پہچاننا کیسے ممکن ہے• یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا پیر سب سے زیادہ کامل ہے ورنہ زمانے کے موافق اس کا دل ضرور اعلی واکمل کی طرف جھکے گا اور یہ جھکاو نسبت میں مانع ہو جاتا ہے۔ پیر کی خدمت سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور کوئی شغل پیر کے مبارک چہرے کے نظارے سے بہتر نہیں ہے• پیر کے تصور میں ہمیشہ رہنے سے فنافی الشیخ کا درجہ حاصل ہوگا

پیری مریدی دراصل ایک روحانی رشتہ ہے یہ ایک ایسا رشتہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی نہیں ٹوٹتا ہے یہ محبت کا تعلق ہے محبت کو فنا نہیں جب محبت کو فنا نہیں تو محبت کے تعلق کو بھی کیسے فنا ہوسکتی ہے۔ مریدی ایک پاک اور پر خلوص محبت کی زندگی کر راہوں پر چلنے کا نام ہے۔

مریدی اپنے آپ کو دوسرے کے حوالے کر دینا ہے۔ مریدی ہونا آسان نہیں۔ مریدی کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا اور ان پر عمل کرنا آسان نہیں۔ پیر کے بتائے ہوے اصولوں پر چلے بغیر منزل مقصود پر نہیں پہنچتا۔ بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ نہیں۔ بغیر تکلیف کے راحت نہیں ملتی۔ پیر جو کرتا ہوا دیکھے بغیر حکم دے اس کی نقل نہ کرنے لگے......

مریدین ہونے میں بعض لوگوں کی غرضیں وابستہ ہوتے ہیں۔ غیب کی باتین معلوم ہوتے ہین۔ کرامت ہونے لگتی ہے۔ اولاد ہو جائے گی۔ مالدار ہو جائے گئے بیمار اچھا ہو جایگا وغیرہ اور چند لوگ یہ سمجھتے ہیں پیر صاحب بخشش کے ذمہ دار ہو جاویں گئے۔ دوزخ اور قیامت میں جانے نہین دینگے خواہ کیسے ہی برے کام کرتے ہوں۔ ایک نگاہ مین کامل کر دینگے ہم کو کوئی محنت وریاضت اور عبادات کرنے نہیں پڑیگی یہ سب غلط سوچ ہے• اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو صحابہؓ کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا نہ عبادت کرتے نہ جہاد کرتے جن صحابہؓ کو جنت کی بشارت دی تھی۔ کتنے صحابہ عاشق رسول تھے وہ بھی اپنی پوری زندگی عبادت کرتے رہے جہاد مین شریک ہوتے رہے اور تقوی پرہیز گاری کو اختیار کیا تھا حضور ﷺ کی صحبت ہی کافی تھی• اصل میں اللہ تعالی کا قرب راضامندی اور نزدیکی عبادت اور فرمانبرداری سے حاصل ہوتے ہے

جب تو نے جان لیا کہ تیرا مرشد اللہ تعالی کو جانتا ہے اور وہ تیرے رب کے درمیان واسطہ ہے اور ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالی تیری طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس مرشد کی اطاعت کو لازم کر لے دائمی عزت پائے گا•

پیر کے نام کا ورد کرنا:۔ حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری فردوسیؒ نے فرمایا کہ جو مرید اپنے پیر کا نام رات کو ورد کرتا ہے اللہ تعالی اس کو پیر کی برکتوں میں سے حصہ دیتا ہے اس کا میں نے تجربہ کیا ہے اور بزرگوں سے بھی سنا ہے

حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور کریم ﷺ صحابہ اکرامؓ کا ہاتھ اپنے دست مبارک سے پکڑ کر بیعت فرماتے تھے۔ پیر اور مرید کا ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کرنا اچھا ہے

حدیث شریف میں ۔ فلیبلغ منکم الشاهدالغائب (تم

دوسروں تک دعوت پہنچادو) ارشادفرما کراللہ تعالی اور حضور عالم ﷺ نے امت کے ہر فرد کو اپنی استعداد کے مطابق دعوت وتبلیغ کا ذمہ دار قرار دیا ہے مرید کو چاہئے کے خالق کا پیغام بندوں تک پہونچادیا جائے اور انہیں اللہ والا بنایا جائے

جوکوئی دل کی آنکھ کو بند کرے وہ بہت بڑا اندھا ہے حدیث پاک میں ہے دیدار خوش نصیب کو ہوتا ہے جس کو دیدار پر یقین نہیں ہے وہ جھوٹا اور غبیث ہوتا ہے تمام عبادتیں اللہ کے دیدار کرنے کے لئے ہیں کیونکہ انسان اور تمام مخلوق کی پیدائش صرف دیدار کے لئے ہوتی ہے-- محبوب کے دیدار میں بہت لذت اور راحت ہوتے ہے اور حق تعالی کی دوستی آدمی کے دل پر معرفت اور ذکر کی کثرت ہی سے زیادہ ہوتے ہے جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے اسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اسکا ذکر زیادہ کرتا ہے تو اسکے دوستوں میں ہو جاتا ہے اور دل پر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ آدمی ہمیشہ عبادتوں میں مشغول رہے اور خواہشوں کا رشتہ ٹوٹ جائے اور خواہشوں کا رشتہ جب ہی ٹوٹتا ہے جب آدمی گناہوں سے ہاتھ اٹھادے۔

خدا نے عقل کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ خواہش کو اپنی حد پر رکھے اور پیغمبروں کی زبانی شریعت اسلئے مقرر فرمائی ہے کہ خواہش کی حد ظاہر کردیں چونکہ خواہش کی حاجت تھی تو خدا نے اسکو لڑکپن ہی میں پیدا کیا اسکے بعد عقل کو پیدا کیا تو خواہش نے پہلے ہے سے جگہ پکڑلیا اور غالب ہوگئی اور عقل وشرع جو بعد میں پیدا ہوئی اس سے سرکشی کرتی ہے کہ آدمی کو ہمہ تن خورد پوش اور مسکن کی تلاش میں مشغول کرے اس سبب سے آدمی اپنے تیں بھول جاتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ جو خواہش اور مسکن کس واسطے چاہے اور وہ خود دنیا میں کیوں آیا ہے اور دلکی غذا جو زاد آخرت ہے اُسے بھول جاتا ہے

سب خواہشوں سے دستبردار ہونا نہ ممکن ہے اور نہ درست ہے۔ بعض خواہشیں

لائق ترک ہیں بعض قابل عمل ہیں تو ایک اندازہ اور حد چاہیے آدمی اپنی عقل۔غور وفکر سے خود حد اختیار کرلے۔یہ امر محال ہے کیونکہ آدمی کو خواہش اس پر غالب ہوتی ہے اسکے خدا نے انبیاء کے ذریعہ اپنی شریعت کولا کو کیا تا کہ بندہ شریعت کی اتباع اور اسکی حدوں اور حکموں کولازم پکڑنا ضرور سعادت کی راہ ہوگا اور بندگی کے یہی معنی ہیں اور جوکوئی شریعت کے حدوں اور حکموں سے گذر جائیگا اپنے ہاتھوں سے ہلاکت ہوگا

اگر مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہیں سنورا تھا کہ پیر کا انتقال ہوگیا تو دوسرے کامل پیر سے مرید ہو جائے۔اور اگر غلطی سے یا کسی کے کہنے سے خلاف شرع بے عمل پیر سے مرید ہو گئے ہو تو تو پھر مریدی توڑ دے۔ دوسرے بزرگوں یا خاندان اور سلسلہ کی شان میں گستاخی نہ کرے۔مریدوں سے یوں کہے کہ ہمارا سلسلہ یا بزرگ تمام سلسلہ سے بہتر اور بڑھ کر ہے ان فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے۔تمام بزرگون کے کندھوں پر غوث اعظمؒ کا قدم ہے اور تمام سلسلہ اور خاندان حضرت علیؓ سے نکلے ہیں

شیطانی رکاوٹ :۔

مرید بننے میں ایمان کے تحفظ مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلے جیسے عظیم منافع موجود ہیں۔لہذا شیطان آپ کو مرید بننے سے روکھنے کی بھر پور کوشش کرے گا کہ آپ کے دل مین خیال آئے گا ابھی جلدی کیا ہے ذرا مرید بننے کے قابل ہو جاوں پھر مرید بن جاونگا۔مان باپ سے پوچھ لوں۔دوستون کا بھی مشورہ لے لوں۔مولانا سے اجازات لے لوں۔ذرا نماز کا پابند ہو جاوں حج کرلوں۔جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ابھی عمر کیا ہے وغیرہ کہیں قابل بننے کے انتظار مین موت نہ آجائے مرید بننے میں تاخیر نہیں کرنے چاہے مرید ہونے میں نقصان کا کوئی پہلو نہیں ہے

تصوّرِ شیخ

تصور کی تعریف:۔ تصورِ شیخ جس کو رابطہ یا شغل برزخ کہتے ہیں مرید کو جب اپنے شیخ سے کامل محبت ہوتی ہے تو شیخ کی صورت خیالی کا بے تکلف حاضر آنا اسکو لازم ہو گا۔ مرید کو واجب بلکہ فرض عین ہے کہ ہر وقت اپنے مرشد کی صورت و محبت کو دل میں جمائے رکھے کیونکہ کل کتب تصوف میں اس کو یعنی رابطہ شیخ کو رکن اعظم لکھا ہے۔ تصورِ شیخ ہادی خدا ہے اور نفس کو مردہ بنائے اور روح کو زندہ بنائے اور تصور رہبر مولا ہے۔ بزرگان دین اور اکابران صوفیان اکرام مشائخ علیہ الرحمٰن اولیا اللہ نے اسکو وسیلہ اور ہدایت سمجھا ہے۔ اور اس کی تعلیم زمانے دراز سے چلی آرہی ہے اور اکثر طالبان حق اس طریقے سے فیض یاب ہوئے ہیں۔

اہل اللہ کا دیکھنا اور ان کا تصور کرنا کارِ خیر ہے عبادت ہے ہمارے اس دعوے کی تائید احادیث نبوی سے ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے پانچ چیزیں دیکھنا عبادت ہے والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ زمزم کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور عالم کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ جب دیکھنا جو ایک عمل حسی ہے عبادت ہے تو یہ تصور جو ایک عمل ذہنی ہے عبادت کیوں نہیں قرار دیا جائے گا۔

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:۔ المؤمن مرآۃ الرحمٰن (مومن ایک آئینہ ہے خدا کا) اگر تصورِ شیخ شرک اور بدعت ہوتا تو حضرت مشائخ علیہم الرحمٰن کبھی اسکو جائز فرماتے۔ قرآن شریف اور حدیث سے جس چیز کی بھلائی ثابت ہو وہ بھلی اور جسکی برائی ثابت ہو وہ بری اور جسکی نسبت کچھ بھی ثابت نہ ہو وہ جائز اور مباح رہے گی۔

ترمذی شریف (ج ۵، ص ۵۳، رقم ۸) میں حضرت حسن بن علیؓ کی روایت موجود ہے کہ انہوں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہؓ سے نبی مکرم ﷺ کا حلیہ مبارکہ پوچھا تا کہ وہ اپنے ذہن میں محفوظ کر سکیں۔ علماء کرام اس حدیث سے تصورِ شیخ کی دلیل لیتے ہیں۔ مزید احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ اصحابی ایسی حدیث بیان کرتے وقت فرماتے ہیں، گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں (صحیح بخاری رقم ۶۹۲۹، ج ۴، ص ۳۸)

جب تزکیہ نفس سے تصفیہ قلب حاصل ہو جاتا ہے تو یاد بشکل تصور رونما ہوتی ہے تصور پہلے آنکھوں میں جگہ پاتا ہے پھر خیال میں ازاں بعد دل میں پھر روح میں جاگزیں ہو کر کاشف مظہر حقیقت ہو جاتا ہے

مبتدی مرید کے لئے ابتدا میں تصورِ شیخ ذکر سے افضل ہے۔ یعنی صورتِ مرشد کو نگاہ میں رکھنا اور ذکر خیال میں یاد کرنا تصور کہلاتا ہے اور یہ امر مرید کے لئے سب سے زیادہ بمقابلہ ذکر مفید اور مناسب تر ہے کیونکہ مرید کے لئے جناب الٰہی کی طرف واصل ہونے کا یہی ذریعہ ہے اور صحیح وسلیہ ہے جوں جوں مرید کا تعلق اور نسبت مرشد کے ساتھ زیادہ ہوتی جائے گی جتنی محبت زیادہ ہوگی اتنا ہی مرشد کے تصور میں آسانی ہوگی اور اس قدر باطن میں اس کو فیض بڑھتا جائے گا اور تھوڑی مدت میں وہ اپنے مطلوب تک انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائے گا۔ پس مرید کو لازم ہے کہ وہ مرشد میں فنا ہو جانے کی کوشش کرے اگر ذات مرشد میں فنا ہو جائے گا تو خدا تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔

تصور مرشد سے مرید کو کیا حاصل ہوگا؟

مرشد کی محبت روزانہ چند لمحے اپنے ذہن میں تصور جمانے سے اپنے مرشد کی محبت میں اضافہ ہوگا اور جتنی محبت مرشد سے بڑھے گی گناہ سے دل بیزار ہوگا اور نیکوں میں حیرت انگیز طور پر دل لگ جائے گا۔ تصور کا یہاں تک پکا کرنا چاہئے کہ تمام حرکات،

ہر فعل میں مرشد کی ادائیں آ جائیں اور آخر کار اپنی صورت مرشد کی صورت کے مشابہ ہو جائے پھر اس سے آگے کا راستہ کھل جاتا ہے۔

جب صورت مرشد آنکھوں میں رونما ہوتی ہے آنکھوں میں انوار پیدا ہو کر نظر میں طرح طرح کے غیر معمولی مافوق العادات اثرات پیدا ہو جاتے ہیں کبھی انوار ہویدا نظر آتے ہیں جس سے آنکھ مل جاتی ہے وہ متاثر ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب شکل مرشد خیال میں جلوہ گر ہوتی ہے تو اپنا خیال دوسرے میں منتقل کرنیکی قوت پیدا ہو جاتی ہے دوسروں کے خیالات مکشوف ہونے لگتے ہیں۔ جب تصویر مرشد قلب مین جلوہ گر ہوتی ہے تو دل انوار و اثرات سے معمور ہو جاتا ہے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے سانس کی ہوا سے بیمار شفایاب ہوتے ہیں۔ اور ایسے حضرات کا دم کیا ہوا پانی وغیرہ لوگوں کے خیالات اور حالات پر اثر انداز ہوتا ہے انوار مرشد جو قلب میں جلوہ گر ہوتے ہیں ان کی برکات سے سینہ روشن ہو جاتا ہے مافوق العادات و کشف و کرامات کا ظہور ہوتا ہے پھر روح منور ہو کر تمام جسد کو تاباں کر دیتی ہے۔ سیر ناسوتی ملکوتی ہوتی ہے پھر عالم جبروت و لاہوت تک رسائی ہو جاتی ہے ذکر خفی قلب میں جاری ہو جاتا ہے رنگا رنگ کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔

مرید پیر کی عدم موجدگی میں پیر کو دیکھنا چاہتا ہے تو مراقبہ کرتا ہے اور مشاہدے میں پیر کو دیکھ لیتا ہے یعنی مرید کے سامنے پیر کی روح مبارک نہیں آتی بلکہ مرید کی ہی روح پیر صاحب کی شکل اختیار کر کے مراقبے میں نمودار ہوتی ہے یعنی مرید کی روح ہی مرشد کی روح کو پیدا کر کے اسے اپنے پیش نظر کرتی ہے

چند ایک سلسلوں میں تصور کی تعلیم نہیں ہوتی ہے بلکہ عبادات اور کثرت سے ذکر کی تعلیم دی جاتی ہے جس کو قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔

فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا اور ۔ فمن کان یرجو القاء ربه فلیعمل عملا صالحا ۔ پس جو شخص اپنے رب کا دیدار چاہتا ہے اُسے چاہئے صالح عمل بجالائے۔ فسبح بحمد ربک و کن من السجدین و اعبد ربک حتی یاتیک الیقین تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور اسکی خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنیوالوں میں داخل رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاو یہانتک کہ تمھاری موت کا وقت آ جائے

ذکر کس کو کہتے ہیں۔ شغل اور مراقبہ کس کو کہتے ہیں؟

ذکر سے مراد ہے زبان کا فعل۔ شغل کہتے ہیں قلب کے فعل کو اور مراقبہ نام ہے کسی چیز کے تصور کرنے اور اُسے اپنے خیال کے احاطہ میں لانے کا

مرید کو شجرہ عطا کرنے کی وجہ

مرید کو بیعت ہو جانے کے بعد ایک شجرہ شریف نسبی عطا فرماتے ہیں جس میں طریقہ قادریہ یا دیگر سلسلہ کی نسبت درج ہوتی ہے۔ نسبی شجرہ دینے سے حسب و نسب پر کوئی تفاخر مقصود نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات اس قسم کی خواہشات سے بری تھی صرف شجرہ شریف عطا فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے پیر سے لیکر حضور ﷺ تک اپنے سلسلہ کے پیران عظام کے نام نامی اسم گرامی سلسلہ وار درج ہوتے ہیں اور ان میں ہر بزرگ اپنی شان کے متعلق اعلیٰ سے اعلیٰ ہیں جن میں کئی جلالی ہیں تو کئی جمالی ہیں اولیاء اللہ کی ایک باطنی حکومت ہمیشہ کار فرما ہوتی ہے اور ان برگزیدہ بندوں کے تصرفات و حکومت عالم اجسام کی تمام مخلوق پر باطنی طور پر رہتی ہے اور ہر ولی۔ پیر اپنی نسبت کے مرید و طالب کو شفاعت کی نظر سے دیکھتا ہے اور غیب سے اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ علاوہ اس کے حق میں اپنے خدا سے

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif032.gif 4/10/2017

دعا استجاب میں وکالت کرتا ہے اور خیر و برکت حاصل کرنے کے لئے مریدین روزانہ یا جمعرات کو ایصال ثواب بر ارواح پاک کرتے رہیں تو ممکن ہے کہ ان بزرگوں کی نظر کرم ہم پر یا اپنے چاہنے والون پر زیادہ سے زیادہ ہوگی۔

مرید و طالب انتقال کے بعد شجرہ مبارک قبر میں رکھنے کو سعادت سمجھتے ہیں:۔۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق ؓ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے مال غنیمت جمع کئے ہوئے تھے جو اسلامی لشکر کو فتح سے نصیب ہوا تھا حضرت امام حسن علیہ السلام آ کر حصہ طلب کرتے ہیں۔ حضرت تب عمر ؓ کہتے ہیں یہ سب مال غنیمت آپ ہی کی برکت ہے یہ لیجئے ہزار درم اس وقت موجود عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں ابا جان ہمارا حصہ تو آپ نے اپنے فرزند کو پانچ سو درم دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میں نے حضور اکرام کے زمانے میں جہاد کیا اس وقت حسن علیہ السلام چھوٹے تھے آپ ان کو ہزار درم دے اور مجھے صرف پانچ سو درم یہ سن کر حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ تم بھی حضرت حسن کی سی فضیلت حاصل کرلو۔ ان کے باپ علی ؓ اور ماں فاطمہ ؓ اور نانا حضور انور ﷺ تو تم کو بھی ہزار درم دئے جا سکتے ہیں۔ یہ سن کر عبداللہ خاموش چلے گئے۔ ادھر حضرت علی کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ عمر ؓ اہل جنت کے چراغ ہیں اس کی اطلاع عمر ؓ ہوتی ہے وہ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ہمراہ حضرت علی ؓ کے مکان پر تشریف لاتے ہیں اور علی ؓ سے پوچھتے ہیں کیا واقعی آپ نے آنحضرت ﷺ سے میری بات سنا ہی کہ آپ نے مجھے اہل جنت کا چراغ فرمایا ہے تو حضرت علی ؓ کہتے ہیں ہاں اہاں میں نے آنحضرت ﷺ کو آپ ہی کی طرف ارشاد فرماتے سنا ہے۔ حضرت عمر ؓ حضرت علی سے کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اپنے قلم سے تحریر فرما دیجئے۔ حضرت علی ؓ کاغذ کے پرچہ پر تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا ما ضمن علی بن ابی طالب العمر بن خطاب عن رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم عن جبرائیل عن اللہ تبارک وتعالی ان عمر بن خطاب سراج احل الجنۃ اس عبارت کا خلاصہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ عمر ؓ اہل جنت کے چراغ ہیں۔

حضرت عمر ؓ اپنی اولاد کو وصیت کر جاتے ہیں کہ میرے انتقال پر یہ کاغذ بھی میرے ساتھ قبر میں رکھ دیا جائے تا کہ اس کے ذریعہ جناب باری تعالی سے مل سکوں اسے سے اہل طریق اور صوفیائے اکرام نے قبر میں شجرہ رکھنے کی سند لی ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی اخبار الاخیار میں اپنے والد ماجد سیف الدین قادری قدس سرہ کے احوال میں فرماتے ہیں۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو فرمایا کہ بعض وہ اشعار اور کلمات جو کہ عفو و بخشش کے مناسب ہوں کسی کاغذ پر لکھ کر میرے کفن میں ساتھ رکھ دینا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ اپنے فتائی میں فرماتے ہیں۔ قبر میں شجرہ رکھنا بزرگان دین کا معمول ہے۔

امام ترمذی حکیم محمد ابن علی نے نوادر الصول میں روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا (من کتب ھذا لدعاء و جعله بین صدر المیت و کفنه فی رقعة لم ینله عذاب القبر و لا یری منکرا و نکیر

جو شخص اس دعا کو لکھے اور میت کے سینے اور کفن کے درمیان کسی کاغذ میں لکھ کر رکھے تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ منکر نکیر کو دیکھے گا

اللہ تعالی بخشش۔ نجات۔ مغفرت۔ شفاعت اپنے فضل و کرم سے جس پر چاہئے فرمادئے اسے بندے کا گمان اور امید ہے کہ شجرہ رکھنے پر اللہ تعالی اس کی مغفرت یا بخشش فرمادیے گا

☆☆☆

انسان کی حقیقت کیا ہے؟

هَلْ اَتٰی عَلیَ الْاِنْسَانِ حِیْن ٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئاً مَّذْ کُوْرًا

بیشک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابل ذکر نہ تھی

من عرف نفسه فقد عرف ربه

(جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا) اور پھر فرمایا

ان اللّٰه خلق آدم علی صورته

(اللہ تعالی نے آدم کو اپنی پسندہ صورت پر پیدا فرمایا)

قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ (انسان کا قلب جلوہ گاہ الہی ہے)

وفی انفسکم افلا تبصرون (تمہارے نفسوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے)

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد

(اور ہم اس سے شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں)

و هو معکم اینما کنتم (وہ خدا تمھارے ساتھ ہے جہاں رہو تم)

الانسان سری و انا سره (انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں)

فاینما تو لو فثمه و جه اللّٰه (تم جدھر دیکھو ادھر اللہ کر ذات ہے)

انسان اگر غور کرے تو سب کچھ اپنی آپ میں موجود ہے۔ ایک ظاہر وجود ہے اور ایک باطن وجود ہے باطن وجود ایک نور ہے جملہ عالم کے لیے بمنزلہ جان کے ہے اس نور باطن کا پرتو ظاہر وجود ہے جو جسم کی صورت میں نظر آتا ہے۔ انسانی آنکھ تمام جہان کو دیکھتی ہے مگر اپنے آپ کو نہ دیکھ سکتی بغیر آیئنہ کے اس طرح ناک ہر شیء کی خوشبو و بدبو سونگھتی ہے مگر اپنے پیٹ کی بدبو سے بے خبر ہے۔ ہر چیز مظہر الہی ہے اور ہر ذات میں

ذات الہی موجود ہے تو بس اپنی ذات میں فکر کرنا بہتر اور افضل ہے اور کوئی شئی تجھ سے خارج نہیں جو کچھ نظر کے سامنے موجود ہے وہ سب محض اعتبارات ہیں

والا رطب الا یا بس الا فی کتاب مبین۔ کتاب مبین سے مراد جسم انسان ہے اللہ تعالی نے جسم انسان میں دونوں جہاں پیدا کر دئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت امام حسنؓ کو جو تعلیم فرمائی کہ (ترجمہ) اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ تیرا درد اور تیری دوا تجھ میں ہے کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں۔ تو ام الکتاب ہے اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہاں ہے۔

کل کائنات میں کوئی چیز تجھ سے زیادہ تیرے قریب نہیں جو تو اپنے تئیں نہ پہچانیگا تو اور کو کیا جانیگا تجھے اپنی حقیقت ڈھونڈھنا چاہئے کہ تو کون ہے کہاں سے آیا ہے کدھر جائیگا یہاں کیوں آیا ہے اور خدا نے تجھے کس کام کے لئے پیدا کیا ہے تیری نیک بختی کا ہے میں ہے اور تیری بد بختی کس امر میں ہے اور جو صفتیں تجھ میں ہیں ان میں سے بعض چرندوں۔ درند کے ہیں بعض شیاطین کے ہیں اور بعض فرشتوں کے ہیں ان میں تیری اصل کیا ہے اور ان میں کون کون سی صفت تجھ میں عاریت ہے جبتک تو نہ جانیگا اپنی سعادت نہ ڈھونڈ سکیگا

اور ان میں سے ہر ایک کی غذا الگ الگ ہے جدا جدا کھانا پینا سونا موٹا اور قوی ہونا چارپایونکی غذا اور سعادت ہے اگر تو چارپایہ ہی دن رات یہی کوشش کرے کہ تیرے پیٹ اور فرج کا کام بنے اور مارنا خوخیانا درندونکی غذا ہے اور شر نکالنا حیلہ اور مکر فریب کانا شیطان کی غذا ہے اگر تو بھی ان میں سے ہے تو انکے کام میں مشغول رہ کہ تو آرام پائے اور اپنی نیک بختی تجھے ہاتھ آئے

اگر خدا کا جمال دیکھنا فرشتوں کی غذا اور سعادت ہے چارپایوں اور درندوں کی

صفتوں کواس میں دخل نہیں اگرتو فرشتوں کی اصل میں کوشش کرکےتو جناب الٰہی کو پہچانے اوراس کا جمال کے مشاہدے میں راہ پائے اور کچھ اپنی معرفت حاصل ہو

آدمی کی سرشت میں چار چیزیں ہیں کتا پن سور پن شیطان پن فرشتہ پن ۔کیونکہ کتا اپنی صورت ہاتھ پاوں کھال کیوجہ سے کچھ بُرا نہیں بلکہ اپنی عادات کے سبب سے بُرا ہے کہ آدمیوں سے بھڑ جاتا ہےاور سور بھی اپنی صورت کے سبب سے کچھ بُرا نہیں ہے بلکہ اسوجہ سے بُرا ہے کہ ناپاک اور بُری چیزیں کی طمع رکھتا ہے ۔اور کتے اور سور کی روح کی یہی حقیقت ہےاور آدمی میں بھی یہ باتیں موجود ہیں اس طرح شیطان پن اور فرشتہ پن کے یہی معنی ہیں اور آدمی سے فرمایا ہی کہ عقل کا نور جو فرشتوں کے انوار اور آثار سے ہی اور اسکی بدولت شیطان کے مکر اور حیلے معلوم کرے تا کہ رسوانہ ہو اور شیطان اس سے مکر نہ کر سکے

آدمی کا دل مثل آئینہ ہے جو کوئی اس میں غور کریگا خدا کو دیکھے گا اور دل خدا کی معرفت کا آئینہ ہے ۔آدمی اپنے ہستی سے خدا کی ذات کی ہستی کو پہچانے اور اپنے صفات سے خدا کی صفات کو جانے اور اپنی سلطنت ۔یعنی اپنے بدن اور اعضاء میں جو آدمی کا تصرف اور اختیار ہےاس سے خدا کا تصرف جو تمام عالم میں پہچانے

ہر چیز کی سعادت اس کام میں ہوتی ہے جس میں اسے مزہ اور چین ہو اور ہر چیز کو مزہ اس کام میں ہوتا ہے جس کو اس کا جی چاہئے اور جی اسی کام کو چاہتا ہے جسکے واسطے وہ چیز پیدا ہوتی ہے خدا کو پہچانے سے زیادہ کوئی چیز مزہ دار نہیں اور اسکے دیدار سے بڑھ کر کوئی دیدار نہیں لیکن یہ امر محنت سے علاقہ رکھتا ہےاور اس میں محنت کرنیکو دخل ہے

آدمی کی سعادت اور کمال خدا کی معرفت اور بندگی اور عبادت ہے

جیسا دوا اور پرہیز بدن کی صحت اور سلامتی کا سبب ہے عبادت اور معرفت اور گناہوں سے پرہیز دل کی سلامتی کا باعث ہے

جس طرح عالم آفاق کے جلوے اجمالاً عالم انفس میں کارفرما ہیں اس طرح نظام ربوبیت کے آفاقی مظاہر پوری آب وتاب کے ساتھ حیات انسانی کے اندر جلوہ فرما ہیں ۔ انسان احسن تقویم کی شان خلق پر جلوہ گر ہونے سے پہلے اس کی زندگی سات کیمیائی ارتقاء مرحلون سے گزر کر تکمیل پذیر ہوئی۔

1. تراب۔ وہ ہے جس نے انسان کی تخلیق کا آغاز مٹی، خاک غیر مادے سے بنایا۔
2. ماء۔ وہی ہے جس نے آدمی کی تخلیق پانی سے کی۔
3. طین۔ وہی ہے جس نے تمہیں گارے سے بنایا۔
4. طین لازب۔ بیشک ہم نے انہیں چپکتے گارے سے بنایا (پانی اور مٹی کافی عرصہ پڑا رہے
5. صلصال من حما مسنون ۔بیشک انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو دراصل ایک سیاہ بو دار، سڑا ہوا خشک گارا تھی۔
6. صلصال کالفخار۔ اس نے انسان کو ٹھیکری جیسی خشک پکی ہوئی مٹی سے پیدا کیا (تپانے اور جلانے کے عمل سے گارا پک کر خشک ہو جاتا ہے یعنی کثافتوں سے پاک)
7. سلالۃ من طین ۔اور بیشک ہم نے انسان کو مصفی گارے سے بنایا (مٹی میں سے چنا ہوا وہ جوہر جسے اچھی طرح میلے پن سے پاک صاف کر دیا گیا ہو)

آغاز نسل انسانی ۔حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سے نسل انسانی کا آغاز ہوا چھ مر حلوں سے بطن مادر کے اندر تین پردوں میں انسانی وجود کی تشکیل اور اس کی ارتقاء اس کی تفصیل یہ

1. نطفہ۔حقیر پانی کا قطرہ۔پھر ہم نے اسے نطفہ بنا کر ایک محفوظ مقام (رحم) مین رکھا
2. علقہ۔ پھر ہم نے نطفہ کو رحم مادر میں جال کی طرح جما ہوا معلق وجود بنالیا
3. مضغہ۔ پھر ہم نے علقہ سے لوتھڑا بنایا (گوشت کی بوٹی)
4. عظام۔ پھر ہم نے اس لوتھڑے سے ہڈیاں بنائیں
5. لحم۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت پوست چڑھایا
6. خلق اٰخر۔ پھر ہم نے ایک نئی صورت تخلیق (اعضاء جسمانی کے تناسب سے درست کیا اور اس میں اپنے طرف سے جان پھونکی اور تمہارے لئے سننے اور دیکھنے کو کان اور آنکھیں بنائیں اور سوچنے سمجھنے کے لئے دماغ) مگر تم کم ہی ان نعمتوں کی اہمیت اور حقیقت کو سمجھتے ہوئے شکر بجالاتے

جاننا چاہئے کہ عالم صغیر تمام اجزائے عالم کبیر کا جامع ہے انسان عالم صغیر (چھوٹا عالم) چناچہ جو کچھ قلم مین مجمل ہے لوح محفوظ مین مفصل ہے وہ اس کے قلب میں مفصل ہے جو کچھ عرش مین ہے وہ اس کے جسم میں ہے اور جو کچھ کرسی میں ہے وہ اس کے نفس میں ہے اس لے کہا گیا ہے تفکرك نيك يكفيك " اے انسان خود اپنی ذات میں غور وخوض تیری رہنمائی کے لئے کافی ہے کوئی چیز تجھ سے خارج نہیں۔کیا تو نے نہ سنا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے۔اقراء كتابك كفى بنفسك اليوم حسيبا ۔(اپنا نامہ پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے)
سنريهم آيا تهٖ فى الافا قى و فى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق (ابھی ہم انھیں دکھایں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور ان کے آپ میں۔یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے)

و فى انفسكم افلا تبصرون (اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں)
جملہ جو کچھ عالم کبیر میں ہے وہ سب کچھ اس عالم صغیر یعنی انسان میں موجود ہے۔مثلا عالم کبیر میں ایک بادشاہ ہوتا ہے جس کا حکم تمام مملکت میں نافذ و جاری رہتا ہے اور اس کی رعایا میں سے کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دے سکتا۔
اب عالم صغیر میں اس کی جگہ روح اصل ہے جو عالم اَمر سے ہے کہ جسم کی پوری مملکت میں تصرف کرتی ہے اور تمام اعضاے بدن کے تمام امور اُس کے حکم کے تابع ہیں
اس طرح عالم کبیر میں بادشاہ کا ایک وزیر ہوتا ہے جسے تمام امور سلطنت اور مملکت خوش نظام کی تدابیر سونپ دی جاتی ہے
عالم صغیر میں وزیر کے کام کا انجام دیتی ہے وہ عقل ہے
عالم کبیر میں شہنشاہ کا ایک نائب مطلق ہے کہ اُسے نائب کل وخلیفہ مطلق کہتے ہیں اور وہ وزیر کا اعظم کا منصب رکھتا ہے۔وہ بے مثل و بے مثال ذات اقدس ہے حضور ﷺ کی اور عالم صغیر میں عقل ہے کہ ان کے عکسوں کا ایک عکس اور ان کی حقیقت عالیہ کے پرتو سے ایک پرتو ہے۔
عالم کبیر میں شہنشاہ کا ایک عظیم عرش ہے جسے باری تعالی کی بارگاہ رفیع سے ایک خاص نسبت حاصل ہے۔
عالم صغیر میں قلب انسانی ہے کہ روح کا خاص مقر رمحل ہے
عالم کبیر میں سلطان کی کرسی رفیع و بلند ہے
عالم صغیر میں دماغ بڑا اعالی مقام وار جمند ہے
عالم کبیر میں لوح محفوظ ہے جس میں تمام ماكان و مايكون (جملہ ماضی و مستقبل) مکتوب

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif036.gif 4/10/2017

ہیفرشتوں کواس نسخ کےمحو واثبات موت وحیات اورکمی وبیشی کےتحریر کرنے پر مامور کیا

عالم صغیر میں قوت خیال ہے کہ تمام صورتیں۔شکلیں۔رنگتیں اور ہر چیز جو حواس خمسہ ظاہری کی بدولت ادراک میں آتی ہیں یہاں محفوظ ہیں۔زبان بمنزلہ قلم کےاور سینہ کو بمنزلہ لوح بنایا جا بھی زبان سے نکلتا ہےذہن اس کو لوح صدر پر تحریر کردیتا ہے

عالم کبیر میں قیامت ہے کہ تمام مملکت کو فنا و برباد اور بجز ذات باری تعالی کے ہر چیز کو نیست ونابود کردے گی۔

عالم صغیر میں موت ہے کہ تمام مملکت جسم کو درہم برہم کردے گی اور سوائے بادشاہ کے کہ روح اصلی ہے کسی چیز کو نہ چھوڑے گی

عالم کبیر میں خزانچی ہوتے ہیں عالم صغیر میں خیال وحافظہ ہے۔

عالم کبیر میں بادشاہ کےامراءاور مقربین بارگاہ ہوتے ہیں

عالم صغیر میں جگر۔تلی۔وغیرہ امرائےمقربین میں ہیں۔

عالم کبیر میں خالق کائنات کا غلبہ تمام مملکت میں ہےاور وہ اپنے علم وقدرت سے ہر جگہ موجود ہے

عالم صغیر میں روح اپنی تدبیر وتصرف کے ساتھ بدن میں ہر جگہ موجود ہےاور پھر بھی کسی مکان خاص کے لئےنہیں کہا جاسکتا کہ روح فلاں جگہ مقیم ہے۔

عالم کبیر میں مخصوص سواریاں ہوتی ہیں ۔عالم کبیر میں دو پاوں کہ اسے جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے۔

وہاں بہشت و دوزخ ہےاور یہاں تندرستی و بیماری، بہشت میں نعمتیں ہوتی ہیں اور دوزخ میں کلفتیں ہیں اس طرح یہاں صحت وتندرستی سے راحتیں پیدا ہوتی ہیں ۔کہ جو تمہارا جی چاہےکھاو پیو اور پہنو اور مزے اڑاو اور بیماری ومرض عذاب بن کر آتے ہیں کہ

نہ کھاتے، پینے میں لطف اور مزہ نہ نیند نہ راحت اور نہ اپنی مرضی کے مطابق کردار وگفتار اور رفتار۔

وہاں درخت اور دوسرےنباتات ہیں اور یہاں بدن کےبال ان کے مقابلہ میں ہیں

وہاں پہاڑ ہیں جن کے باعث زمیں ساکن ہے یہاں ہڈیاں ہیں کہ پہاڑوں کی مانند استادہ ہیں اور انسانی بدن ان پر قائم ہے

وہاں روشن ستارے ہیں کہ اپنی چمک دمک سے دنیا کو روشن اور اندھیرے مین پنہاں چیزوں کو آشکار کرتے ہیں ۔یہاں جسمانی اور روحانی آنکھوں کی روشنیاں ہیں کہ روشن و منور کرنے کےانتظام میں رہتی ہیں۔

جس طرح آسمان پر پانچ سیارے ۔یعنی زحل ۔مشترے۔عطار۔مریخ۔زہرہ۔اس طرح انسان میں بھی حواس خمسہ یعنی چھونا ۔سونگھنا۔ذائقہ لینا ۔سننا اور دیکھنا موجود ہے۔

وہاں زراعت ہےاور یہاں اولاد کی پیدائش ہے

وہاں چکی ہےاور یہاں دانت ہیں

وہاں مناظر چلمن پڑی ہےاور یہاں پلک آنکھوں پر پڑے ہیں

وہاں سقہ ہوتا ہےاور یہاں گردہ ہوتا ہے کہ پانی کو خون سے جدا کرتا ہےاور اس پانی کو مثانہ میں پھینک دیتا ہےاور پھر وہ پانی مثانہ سےفوارہ کی طرح رواں ہوکر گر جاتا ہےاور پھر فوارہ کی مانند موجود رہتا ہے۔

وہاں پانی کےطوفان ہیں اور یہاں رطوبتوں کا غلبہ ہے

عالم کبیر میں بادشاہ کا ایک لشکر ہوتا ہے کہ دشمن سے دفاع کرتا ہے

عالم صغیر میں تیرےدونوں ہاتھ ہیں کہ موذی سے تیرے بچاو میں مصروف رہتے ہیں

وہاں جاسوس ہوتے ہیں کہ بیرونی حالات کی تفتیش کرتے اور دربار شاہی تک پہنچاتے

ہیں اور یہاں حواس خمسہ یعنی۔ دیکھنا۔ سننا۔ چھونا۔ چکھنا۔ سونگنا جاسوسی کرتے ہیں اور تمام خارجی حالات حس مشترک کی وساطت سے پہنچاتے ہیں۔

عالم کبیر میں خدمت گار ہوتے ہیں کہ اپنی اپنی خدمات انجام دیتے ہیں

عالم صغیر میں قوت ہاضمہ۔ قوت غاذیہ۔ قوت نامیہ۔ قوت ماسکہ۔ قوت دافعہ وغیرہ باخدمت گزار ہیں کہ جس خدمت پر مامور ہیں اسے بجالاتے ہیں قوت ماسکہ کھانے کو معدہ مین روکتی ہے تاکہ حرارت اس میں اپنا کام انجام دے قوت ہاضمہ اس کے ہضم میں مشغول رہتی ہے قوت دافعہ فضلات کو جاروب کشوں کی طرح دفع کرتی ہے۔ قوت غاذیہ غذا کو اعضائے بدن میں تحلیل کرتی ہے قوت نامیہ جسم کو بڑھاتی ہے۔

عالم کبیر میں تحصلیدار جیسا فرشتہ ہوتا ہے اموال اور سرکاری مطالبے فراہم کرتا ہے

عالم صغیر میں قوت شہوانی ہے کہ کھانے پینے اور تمام ضروری حاجتوں کو طلب کرکے جمع کرتا ہے۔

وہاں رعایا میں نیک و بد ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور یہاں اچھے اخلاق اور بُری عادتیں ہیں

.وہاں زمین کے زلزلے ہیں اور یہاں رونگٹے کھڑے ہوجانا اور رعشے ہیں

وہاں موت ہے اور یہاں نیند ہے

وہاں حشر ہے اور یہاں نیند سے بیداری

وہاں ابلیس اور شیطان ہیں اور یہاں نفس امارہ

وہاں ہواوں کے طوفان ہوتے ہیں اور یہاں ریاح کا غلبہ

وہاں برسنے والے بادل ہیں کہ زمین سے اُٹھتے کرہ زمہریر تک پہنچتے اور وہاں سے پانی کیشکل میں برستے ہیں۔ یہاں جسم کے بخارات میں کہ آنکھوں کی رطوبت تک پہنچتے، آنسو بنتے، بارش کے قطروں کی طرح برستے ہیں

وہاں چور ہوتے ہیں اور یہاں ہماری رگیں چور ہیں کہ غذا کو معدہ سے چرا کر جگر تک

پہنچاتی ہیں

وہاں نغمے اور مزامیر ہیں کہ دل کو لبھاتے ہیں اور یہاں حلقوم انسانی مزامیر کی جگہ

وہاں بدبودار چیزوں کے بگڑنے سے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں اور یہاں بلغم کے بگڑ جانے اور استحالہ سے کدو دانے اور رشتہ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں

وہاں ملائکہ ہیں کہ منجانب اللہ تدبیر عالم پر مقرر ہیں یہاں لطیف بخارات ہیں کہ روح کے حکم بموجب ہر جگہ تدبیر بدن میں مصروف رہتے ہیں اور اس کا حکم نافذ کرتے ہیں جب تم چلنا چاہتے ہو تو وہ پیروں کے عضلات کو سمیٹتے اور پھیلاتے ہیں اور جب تم کسی کو کچھ دینا یا اُس سے لینا چاہتے ہو تو ہاتھوں کے عضلات کو حرکت مین لاتے ہین

وہاں عناصر اربعہ ہیں اور یہاں اخلاط اربعہ کہ عناصر کے ہم مزاج ہیں

وہاں بادشاہ مملکت ایک دوسرے سے آمادہ جنگ وقتال رہتے اور ایک دوسرے کے دشمن ہوکر دوسرے کی مملکت کو خراب و برباد کرتے ہیں ۔اور یہاں بیماریاں ہیں کہ مملکت روح میں داخل ہو کر ارواح سے مقابلہ کرتی اور اس کی مملکت کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں اور اس باہمی جنگ و جدل کا نام بحران ہے۔

وہاں برسرپیکار فریقین میں سے ہر فریق کو باہر سے کمک اور مدد پہنچتی ہے یہاں مرض کر بد پرہیزی اور معالج کے علم و تجربہ میں نقص و فتور سے مدد ملتی ہے اور روح کو دوا و پرہیز طبیعت کی مہارت اور مقدر میں صحت کی کمک میسر آتی ہے کہ دشمن کی تمام تدبیرون کو لا حاصل بنادیتی ہے

وہاں نہریں ہیں جن میں پانی رواں دواں رہتا ہے اور یہاں رگیں ہیں جن میں خون دوڑتا ہے۔۔وہاں قسم قسم کے میٹھے اور نمکین کڑوے اور بدبودار چشمے ہوتے ہین۔ یہاں منہ ایک چشمہ شرین کی مانند ہے کہ ہر غذا کا ذائقہ اپنی جگہ برقرار رہے آنکھوں کا چشمہ

نمکین ہے کہ اس پر ہماری آنکھوں کی بقا موقوف ہے یعنی آنکھوں مین چربی بہت ہے اور چربی بغیر نمک کے نہیں رہتی ۔ کانوں کا چشمہ کڑوا اور شور ہے اس لئے کہ کانوں کی حفاظت کرنے والا کوئی حاجب نہیں ۔ لہذا حکمت الہی کا تقاضہ یہ ہوا کہ اس چشمہ کو تلخ و تند پیدا کیا جائے تا کہ کیڑے مکوڑوں کی پہنچ سے محفوظ رہیں اور ناک کا چشمہ بدبو دار سے تا کہ وہ خوشبو کی قدر پہچانے

جب خدا کہا تو اس میں اس کا علم بھی موجود ہے علم غیر خدا نہیں اور علم میں سب کائنات ہے تو جملہ کائنات غیر علم نہیں پس خدا اور خدا کا علم اور جو علم کے اندر ہے سب خدا ہی خدا ہے ۔ خدا کی ذات میں علم اور علم میں سب کائنات اور انسان کی ذات میں انسان کا علم اور اس علم میں خدا موجود ہے ۔ وہ اس پر محیط یہ اس پر حاوی ۔ وہ اس کے علم میں یہ اس کے علم میں ۔ اب کس کو محاط کہیں کس کو محیط کس کو خدا سمجھیں کس کو بندہ اس دھیان گیان میں تو دوئی سے چھٹکارا نہیں ۔ ایک بندہ ایک خدا ۔ خدا کے معنی بندہ اور بندہ کے معنی خدا ۔ خدا لا مکان ہے کیونکہ کسی مکان میں اس کی گنجائش نہیں ۔ اور وہ صاحب مکان ہے کیونکہ ہر مکان میں موجود ہے

امام غزالیؒ سے پوچھا گیا کہ توحید کیا ہے ؟ جواب دیا کہ سب کو ایک کرنا ایک دیکھنا ایک جاننا اور ایک شمار کرنا ۔ اگر یہ خیال کرنا کہ میں ہوں اور میری ہستی ہے اور خدائے تعالی کی بھی ہستی ہے گمراہی ہے دو وجود نہیں ہیں بلکہ صرف ایک وجود موجود ہے اور وہ حق تعالی کا وجود ہے ۔ خدا کے وجود کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے جب تک تو اپنے آپ کو دیکھتا رہے گا خدا کو نہ دیکھے گا جب خود کو درمیان میں نہ دیکھے گا خدا کو دیکھے گا ایک کے سوا کسی دوسرے کا وجود نہیں یعنی دو نہیں ہیں خوہ سب کو حق کہہ یا سب کو روح کہے

خوجہ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک خدا کے ساتھ رہا ۔ خدا کے ساتھ ہم کلام

رہا اور خدا ہی کی بات سنتا رہا مگر خلق نے گمان کیا کہ ان کے ساتھ بیٹھا ہون ان سے کلام کر رہا ہوں اور ان کی بات سن رہا ہوں

اپنے آپ کا شہود یعنی اسمای اور صفات مشاہدہ کیا ۔ جو کمال درجہ علم میں مخفی تھا کامل طور پر ظہور ہوا اس لے تمام عالم کو اپنے آپ مین مشاہدہ کرو ۔ سب میں خود کی حقیقت صورت دیکھو ۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ تم نے ہی حقیقت میں مراتب عالم میں ظہور کیا ہے اور تمام عالم میں ظہور کیا ہے اور تمام عالم تیرے ہی اجزا ہیں تم آخری علت ہو ذہن میں مقدم اور وجود میں آخر ہو ۔ جس طرح قرآن کی آخری آیت والناس پر ختم ہوی ۔ یعنی انسان کے بعد حق تعالی نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لے انسان آخر پیدا ہوا

ملائکہ نے اپنے معبود کی صورت انسان میں دیکھی تو تمام سجدہ میں گر پڑے ۔ انسان تمام عالم کا خلاصہ ہے

اس عالم کبیر اور عالم صغیر کے متعلقات بے شمار ہیں ۔ ہمارا علم ان کا احاطہ نہیں کر سکتا اور نہ ہمارے وسعتوں کی تفصیل سما سکتی ہے ۔ لہذا ہم علم الہی کے حوالہ کرتے ہیں اس آیت کریمہ کا اکتفا کرتے ہیں

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم (خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو کچھ اس عالم میں ہے خواہ ہمارے علم و ادراک کے احاطہ میں آ سکے یا نہ سما سکے بعینہ اس کی مثال اس عالم میں موجود ہے ہمیں معلوم ہو یا نہ معلوم ۔ لہذا ان مثالوں پر خوب غور کریں اور انہیں لا حاصل سمجھ کر چھوڑ نہ بیٹھیں کہ یہی سیر ناسوتی ہے ۔ جیسا کہ قرآن مین فرمایا ہے ۔ و فی انفسکم افلا تبصرون ۔ اپنے مقدر بھر اللہ تعالی کی معرفت کے لئے یہ سیر ناگزیر ہے تا کہ عرفان کی کچھ چاشنی نصیب ہو ورنہ آدمی جاہلوں سے بھی گیا گزرا مانا جاتا ہے

سم اللہ الرحمن الرحیم

یاَمُرْشَدِیْ یاَمُوْیِلِیْ یاَمَغْزَعِیْ یاَمَلْجَائِیْ فِیْ مَبْدِیْ وَ مَعَادِیْ

اے میرے مرشداے میرے جائے پناہ اے میرے گھبراہٹ کے سہارے

اے میرے جائے پناہ دنیا و اخرت کے

اَرْحَمْ عَلَیَّ یاَ غِیَاثِ فَلَیْسِ لَیَ کَھْفِیْ سِوَائِیْ حُبِّکُم مِنْ زَادِیْ

رحم کیجئے مجھ پر اے میرے فریادرس کیونکہ نہیں ہے کوئی میری کئے

میرے جائے پناہ سوائے آپکی محبت کے کوئی توشہ

اَصْبُوْ اِلَیْکُمْ اِنْیُنُوْحُ مُطَوَّقَ وَ اَمِیْلَ وَجْدًا اِذْ تَرَنَّمَ شَاھَدِیْ

آپ کی طرف جھک جاتا ہوں جب کوئی قمری بولتی ہے

اورواحد کی وجہ سے مائل ہوں جب کوئی گانے والا گاتا ہے

وَاَبْکِیْ اِشْتِیَاقًا اِذَادَارَ حَدِیْثُکُمْ مَنْ جَاءَ نِیْ مِنَّ حَاضِرٍ اَوْبَادِیْ

شوق سے رونے لگتا ہوں جبکہ کوی اپنے ہاتھونکاچر چہ کرتا ہے

جو کوئی میرے پاس آتا ہے مقیم یا مسافر

وَھُوَّ کُمْ دِیْنِیْ وَجُلُّ طَرِیْقَتِیْ شَغْفِرْ بِکُمْ وَلَذِکْرَکُمْ اَوْرَادِیْ

آپ کا عشق میرا دین ہے اور میر بڑا طریقہ ہے

آپ سے عشق زیادہ رکھتا ہوں اور آپ کاذکر میرا وظیفہ ہے

وَفَیُوْضِکُمْ فِیْ عَصْرِنَا عَمَّ الْوَرَیٰ وَبِفَضْلِہٖ تَبْقَیٰ عَلَی الْاَبَادِیْ

آپ کا فیض زمانے میں سب کو عام و تام رہیگا

اور خدا کے فضل سے اب تک باقی ہے

فَاِنَّ الْاَنَامُ بِکُمْ وَاَنّیِ ھَالِمْ فَاَنْظِرْلِیْ بِرَحْمَۃٍ یاَ ھاَدِیْ

تمام خلایق آپ سے کامیاب ہوئی اور میں سرگراں ہوں

مجھ پر میرے مرشد و ہادی نظر فرمائے

یاَ سَیِّدِیْ لِلّٰہِ شَیْءٍ اِنَّہٗ اَنْتُمْ لِیَ الْمَجِدِیْ وَاِنّیِ جَاءَ دِیْ

اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ عطا ہو

بے شک آپ میرے جودکرنےوالے ہیں اور میں سائل ہوں

ثُمُّ السَّلَامُ عَلیَ النَّبِیِ الْمُصْطَفیٰ خَیْرًا لَانَامِ وَاٰلِہٖ الْاَنْجَادِیْ

پھر سلام ہو نبیؐ مصطفےٰ صلی علیہ و سلم پر

جوتام خلایق سے اچھے ہیں اور سلام ہو آپ کی اولاد پر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ

زبان عشق سے جس دم ہوا اظہار بسم اللہ
نظر آنے لگا ہر سُو گُلِ گلزار بسم اللہ

خدا کا حکم ہے حکم محمدؐ مصطفےٰ جانو
ہمیشہ پڑھ رہے تھے سید ابرار بسم اللہ

زبان ایسی نہیں جو حمد اُسکی کر سکے کوئی
قرآن کی آیتوں کا ہے وہی سردار بسم اللہ

حقیقت رمزِ بسم اللہ کی وہ اہل دل جانے
نہ ابتک دل کے اندھوں پر کُھلا اسرار بسم اللہ

زمین و آسمان پوشیدہ ہیں اُس بے کے نقطے میں
مگر ہو دل کے آنکھیں دیکھنے دیدار بسم اللہ

قسم اللہ کی مومن کا دل ہی عرش اعظم ہے
خدا اور مصطفےٰؐ کا ہے وہاں دیدار بسم اللہ

ازل سے تھا دلِ مضطر جمال یار کا دلبر
وہ آیا گنج مخفی سے نکل کر یار بسم اللہ

حمدِ خدا

تیری ذات میں وصفات ہے تیری شان جل جلالہٗ
کچھ سمجھنے کی یہ نکات ہے تیری شان جل جلالہٗ

کہیں احد ہوا کہیں احمدا کہیں محمودا کہیں محمدا
کُن فیکون کی یہ بات ہے تیری شان جل جلالہٗ

کہیں ساجدہ کہیں مسجودہ کہیں معبودہ کہیں محبوبہ
یہ سب کچھ تیرے ہاتھ ہے تیری شان جل جلالہ

کہیں جلالی ہے کہیں جمالی تو ہر رنگ رو کمالی تو '
یہ سب تیرے ادراک ہیں تیری شان جل جلالہٗ

تجھے کیا کہوں میں اے خدا کہیں مصطفےٰ کہیں مجتبےٰ
یہ سب تیرے درجات ہیں تیری شان جل جلالہٗ

کہیں گل بنا گلزار بنا کہیں نور بنا کہیں نار بنا
یہ فنا بقا حرکات ہین تیری شان جل جلالہٗ

کہیں ذرّہ میں کہیں قطرے میں کہیں دریا میں کہیں مین میں تو
کُلّ شیئٍ کائنات ہے تیری شان جل جلالہٗ

کہیں مُنورا کہیں شرّرا روحی من روحی تو گوھرا
یہ سب تیرے کمالات ہیں تیری شان جل جلالہٗ

کیا وصف تیری کر سکے ادنیٰ خاکی ہے چھُورا
تیری ذات میں بھی نعت ہے تیری شان جل جلالہٗ

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif041.gif 4/10/2017

نعتِ احمد ﷺ

ہے کفر ٹوٹا ٹوٹی محبت قدم اپنے آنے سے اے کملی رالے
گرے بُت اوندھے گئی دُور ظلمت قدم اپنے آنے سے اے کملی والے
بجاڈنکا توحید بلند ہوئے نعرے ہر سوئے جہاں مین اے کملی والے
ہوا تم پہ نازل معجزہ قرآن خود آپ سراپا تھے نور ایمان
یہ معراج قدرت درود محمدؐ قدم اپنے آنے سے اے کملی والے
یہ دستِ یَداللہ شان کریمی نہ کھلی اور کس پر یہ دُور بینی
یہ انّا فتحنا کی شان شوکت قدم اپنے آنے سے اے کملی والے
ہوا چاند ٹکڑے اشارے سے اپنے یہ دیکھ پڑھے کلمہ کافر سب نے
یہ شان جلالی یا کہ جمالی قدم اپنے آنے سے اے کملی والے
ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ یہ چاروں صحابہ تھے نورِ اَختر
یہ چاند ستارے ہوے سب سے بہتر قدم اپنے آنے سے اے کملی والے
صداقت شجاعت عدالت سخاوت یہ دین واسلام ومحبت
کھلا ان سے مژدہ اُمت پہ اپنے قدم اپنے آنے سے اے کملی والے
یہ صدقہ تمہارا یہ تحفہ تمہارا ملا چھّوَر کو اپنا سہارا
ہوئی چشمِ بینا خادم چھّورکی قدم اپنے آنے سے اے کملی والے

مناجات

مرشد تمہارا خادم رنجوں میں مبتلا ہے
ہوے نظر رحم کی غم میں ڈوبا ہوا ہے
میں ہو کے اپنا خادم کس سے کہوں میں غم میں
میرا ہی نفس مجھ کو ہر دم رُ ولا رہا ہے
ہے نفس میرا دشمن سنتا نہیں ہے میری
دنیا کے اُلفتوں میں مجھ کو پھنسا رہا ہے
ہر ہر طرح سے اُس کو سمجھا رہا ہوں ہر دم
اِمّارا نفس میرا مجھ کر ٹھگا رہا ہے
دنیا کے لذّتوں میں ہے نفس میرا غلطاں
کردو قتل جلد اُس کو شیطاں کا دغدغا ہے
دل کا چراغ میرا سلگائے دل سے اپنے
کردو زیادہ روشن دل لے کے آ کھڑا ہے
ہر دم ہو دید اپنی دونوں جہاں مین مرشد
بن دیکھے کیوں رہوں میں مشتاق ہو رہا ہے
کون ومکاں میں میرا کوئی نہیں ہے حامی
دامن پکڑ کے اپنا ہر دم ہی رو رہا ہے
غفلت سے میرے مرشد تقصیر مند ہوا ہوں
شرمندہ ہو کے اپنا معافی یہ چاہ رہا ہے
ہر ایک مرید کو اب ہوئے ہدایت اپنی
دل کر دو سب کا روشن ہر دم میری دُعا ہے
ہر ایک مرید کو اب ہوئے ہدایت اپنی
دل کر دو سب کا روشن ہر دم میری دُعا ہے

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif042.gif 4/10/2017

مناجات

میری قادر میری بگڑی کے بنانے والے
میرے مُرشد میرے مقصد کے دلانے والے
کیا کروں کس سے کہوں تیرے سوائے قادر
میرے حامی مجھے آفت سے بچانے والے
میں ہوں خادم تو ہے مرشد کرمد د مجھ پہ سدا
میرے سردار مجھے رنجوں سے بچانے والے
فانی دنیا کی محبت میں پھنسا ہوں میں سدا
میرے شاہا مجھے تم غم سے چھڑانے والے
دم بدم خطروں سے دل ہو گیا بیمار و تباہ
میرے مولیٰ میرے خطروں کو مٹانے والے
میں ہوں عاصی میں مجرم تو رحیم اور کریم
میرے رہبر تم گناہوں سے بچانے والے
مجھ کو ہے ذکر تیرا نام شب و روز اے قادر
میرے محبوب میری ہمّت کو بڑھانے والے
کون ہے آپ سوا دونوں جہاں میں اپنا
میرے شافی تم شفاعت کے کرانے والے
اُنکی یہ ہے جو تصنیف شرر
میرے دادا میرے ہادی کو بچانے والے
دل کو راحت دو سدا اور صبر دو تم مدام
اپنے خادم کو خود اپنے میں سمانے والے

مناجات

بارہ امام چاردہ معصوم پنجتن
پھر عشرہ مبشرا اور چار یار بھی
ان سب میں جو شریک ہے وہ ہے علی فقط
سب سے جدا ہے اور ہے سب میں شمار بھی
ہجرت کی شب میں وہ بستر احمد پہ سویا تھا
ایک شب میں جانشین بھی بنا اور جان نثار بھی
داماد ہے نبی کا وہ نفس نبی بھی ہے
یہ مسئلہ ہے سہل بھی اور پیچدار بھی
مشکل کشا ہیں خلق میں اور فاقہ کش ہیں وہ
بے اختیار بھی ہیں اور با اختیار بھی
یکتا وہ زہد میں ہے شجاعت میں فرد ہے
تسبیح بھی ہے ہاتھ میں اور ذرالفقار بھی
اللہ اکبر اس میرے مولیٰ کی شانِ پاک
مزدور بھی ہے اور شہ دلدل سوار بھی
شانِ علی سمجھ میں نہیں آتی ہے دوستو
بے کس بھی ہے اور اسدِ کردگار بھی
حُب علی سے دل ہے غنی فقر و عسر میں
ہے کوڑی غریب بھی اور مالدار بھی

مناجات

روا جس سے ہو کام نامِ علیؑ ہے   دل و جاں کا آرام نام علیؑ ہے
وظیفہ ہے زہاد کا یہ اسمِ اعظم   مُجاہد کی صمصام نامِ علیؑ ہے
اُسی نام سے بڑھتا ہے جوشِ ایماں   ترقی اسلام نامِ علیؑ ہے
ہیں سرشار جس سے بزرگِ ملت   مئے حق کا وہ جام نامِ علیؑ ہے
بلا ٹل گئی نام لیتے ہیں حیدر   کہ راحت کا پیغام نامِ علیؑ ہے
کہوں اے کوثر کیا اس کے فضائل   خود اللہ کا نام نامِ علیؑ ہے

چھا رہا ہے ابر رحمت کی طرح نام علی
ہو رہی ہے بارش فیضان واکرام علی
یا علی کہنے سے کیوں حاصل نہ ہو عرفان حق
در حقیقت جب ہے نام کبریا نام علی
اک نظر میں اس نے دو عالم کو بے خود کر دیا
گھونٹ بھر بھی جس نے پی لی بادہ جام علی
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوتا عروج مصطفٰے
ہے خدا کے گھر میں دوش مصطفٰے بام علی
تو بھی کر دست طلب دست عطا کے سامنے
دونوں عالم پہ ہے خادم آج انعام علی

مناجات

یا رسولِ خدا بلا لینا   دید اپنی مجھے دکھا دینا
حال ابتر ہوا ہے اب میرا   اپنی کملی میں تم چھپا لینا
تشنہء دید ہوں میں یا احمد   شربت وصل کچھ پلا دینا
اُمّتی ہوں تمہارا یا شاہا   باغ طیبہ میں تم جگہ دینا
قبر کے خوف ساتھ محشر میں   دونوں عملوں سے تم بچا لینا
گرمئی حشر میں میرے آقا   اپنے دامن میں تم چھپا لینا
میرے اعمال جب تولے میزان   پلہ نیکی کا تم جھکا دینا
نزع کے وقت یا رسول اللہ   رخ تمہارا ذرا دکھا دینا
پاوے رخ سے نجات یا مولٰی   مشکلیں حل میری کرا دینا
اسم اعظم تمہارا یا احمد   سکّہ دل پر میرے کھدا دینا
ہے خادم تمہارا دیوانہ   پار بیڑا میرا کرا دینا

مناجات

تمہارا نور جب آدم میں آیا یارسول اللہ
فرشتوں نے ہے تب سر کو جھکایا یارسول اللہ
عجب مولود حیرت ہے بت کعبہ بنے ساجد
کنگورے محل کسریٰ نے ہے ڈھایا یارسول اللہ
جلا کر طور کو بے ہوش موسیٰ کو بنا ڈالا
جلالی شان جب تم نے دکھایا یارسول اللہ
نبوت پر گواہی تیرے ہے سنگ وشجر نے دی
نبوت کیا خدائی کر دکھایا یا رسول اللہ
کیا جو چاند کو ٹکڑے سما پر اک اشارے سے
عجب یہ معجزہ تم نے دکھایا یا رسول اللہ
خودی حق میں فنا کر کے اناالحق بولے منصور
تیری دیدار کو سولی پہ پایا یا رسول اللہ
مدینہ جلد بلوالو نہیں ہے صبر کو یارا
ولی اب ہند سے ہے باز آیا یارسوال اللہ

مناجات

اے صبا بغداد میں گر ہو کبھی تیرا گذر   در جناب شاہ جیلاں عرض حال من بہ بر
پیر میرے شومئ اعمال سے ہوں پُرخطر   آتش غم سے ہوا ہے پُرشرر میرا جگر
غوث اعظمؓ رحم سے میری طرف ٹک کرنظر
تم ہو احمدؐ کے میارے مرتضٰی کے نورعین   سروبستان حسنؓ اور گلستان حسینؓ
آپ کے ہوتے ہوئے کیوں کام میرا ہین بین   رات دن ورد زبان رہتا ہے ہائے شور شین
غوث اعظمؓ رحم سے میری طرف ٹک کرنظر
قبلہ اعمال تم ہو کعبہ حاجات تم   منبع ہر مکرمت اور مجمع حسات تم
مورثِ خیرات تم ہو باعث برکات تم   قدقل ارکان امت زُبدۃ سادات تم
غوث اعظمؓ رحم سے میری طرف ٹک کرنظر
دین و دنیا میں پڑا ہوں ناقص و بے اعتبار   دائیم رہتا ہوں تیرے رحم کا امیدوار
اے شہ تیرے سوا جا کر کروں کسی سے پکار   آستاں پر رکھ جبیں کہتا ہوں بس ہو بیقرار
غوث اعظمؓ رحم سے میری طرف ٹک کرنظر
بادشاہ دو جہاں الطاف سے کچو نگاہ   آپڑا ہوں تیرے در پر زار بیمار وتباہ
الغیاث اے سید افریادرس ہوں دارخواہ   جاں بلب ہو کر میں کہتا ہوں ہر ایک شام وبگاہ
غوث اعظمؓ رحم سے میری طرف ٹک کرنظر
بحر غم میں کشتی عشرت میری ہوتی ہے غرق   پہنچ اے نوح زماں تجھ بن نہیں کوئی رفیق
ہے جلاتی گلشن دل درد کی باد حریق   جلد برسے ابر رحمت اس پہ اے میری شفیق
غوث اعظمؓ رحم سے میری طرف ٹک کرنظر
تم بہ آیات شفا پیر سقیم دو جہاں   عاجز و مسکین و بیکس ہوں پڑا میں ناتواں

آپ جیسا کون محبوب ائے شہ غوث زماں شکر ہے امداد ہم کو آپ کی سر و عیاں

غوث اعظمؒ رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

ملک جاں اور تن میں میرے ہے پڑا آ کر فتور ہو رہے ہیں باغبان ناتوانی پر ضرور
تندرستی کا خلیفہ تخت عزت سے ہے دور عجز سے ہر دم پکارے ہے یہ بیکس بے شعور

غوث اعظمؒ رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

مو بہ مو بحر غفلت میں مقید ہوں مدام حرص کے زنداں میں میرا نفس کرتا ہے مقام
اور نہیں کوئی معاون تجھ بن ائے غوث عظام حضرت عالی میں میری ہے یہ عرض صبح و شام

غوث اعظمؒ رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

شیشہ جاں کو زنگ غم نے بے اجالا کر دیا نار عصیاں نے جلا کے دل کو کالا کر دیا
روح ستاتی تن میں شاہا غم کو ہالا کر دیا سنجہ ء دین کو نفس زُ نارِ مالا کر دیا

غوث اعظمؒ رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

آپ کا ورد مقدس حرز جاں ہے بالیقین اس ذرے سے ہے خلاصِ یوم دین
ہو غم دنیا سے بھی فارغ صالح جان حزین دور ہو ظلمت کے پردے ائے شہ دنیا و دین

غوث اعظمؒ رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

رہے گی حشر تک قائم فضیلت غوث اعظم کی کبھی دنیا میں کم ہوگی نہ عزت غوث اعظم کی
کیا تبلیغ دین حق کا پرچم دہر میں اونچا زمانے بھر میں ہو کیونکر نہ شہرت غوث اعظم کے
مقام ان کا ہے کہتے ہیں ہم پیروں کا پیرؒ انکو ذرا اہل نظر دیکھیں یہ رفعت غوث اعظم کی
زبانوں پر ہیں چرچے جان کے باطن کی صفائی کے دلوں پر نقش ہے تقدیس و حرمت غوث اعظم کی
مہک اٹھتا ہے ان کی یاد سے ایمان کا گلشن بہار باغ عرفان ہے عقیدت غوث اعظم کی

مناجات

مجھے اپنا جلوہ دکھا غوث اعظم میرے نین بینا بنا غوث اعظم
مریض محبت ہوں رنج والم میں ایک دار و نظر کی پلا غوث اعظم
دکھا روئے روشن کا عاشق کو نقشہ وہ طغرے میں دل کے جما غوث اعظم
مری جاں تصدق کروں تجھ قدم پر وہ قدم مبارک دکھا غوث اعظم
خدا کی قسم تیرا روضہ ہے جنت جو کوچے کی سیر کیا غوث اعظم
تجھے کوئی دیکھا وہ دیکھا خدا کو ہو جان و دل سے فدا غوث اعظم
نہیں خوف محشر جہنم کا اسکو جو تیرا پیالہ پیا غوث اعظم
ڈرائیں گے منکر نکیر قبر میں آ کر وہ چھوڑے گا عاشق بھگا غوث ااعظم
یہ کمبخت شرر جو پڑا ہند میں ہے اُسے در پہ اپنے بلا غوث اعظم

مناجات

یہ گھر آباد ہو جائے ہمیشہ یا رسول اللہ خوشی ہر ایک کو مل جائے ہمیشہ یا رسول اللہ
خدا سے کم نہیں ہے سب سے بڑھ کر آپ کا درجہ نگاہ و لطف ہو جائے ہمیشہ یا رسول اللہ
خدا کی ہم پہ ہو رحمت شفاعت اور برکت ہمارے رب کا سایہ ہو جائے ہمیشہ یا رسول اللہ
جواں محفل میں حاضر ہیں جو تُنکے دوست ہیں پیارے ہدایت سب کو مل جائے ہمیشہ یا رسول اللہ
دعا کیجئے کبریا سے مرادیں سب کو ہو حاصل یہ گھر پھر شاد ہو جائے ہمیشہ یا رسول اللہ

مناجات

اے میرے پیارے مرشدا سر ہے میرا قدم تیرا
ہے مجھ کو اپنا آسرا سر ہے میرا قدم تیرا
نفس خودی مٹا دیا سینہ میرا صفا کیا
راز خدا دکھا دیا سر ہے میرا قدم تیرا
تجھ سے مراد ہے یہی مقصدوارماں ہے میری
جاؤں نہ چھوڑ در تیرا سر ہے میرا قدم تیرا
دین کے آپ پیشوا رہبر دین راہِ ہدا
تم پہ ہزار مرحبا سر ہے میرا قدم تیرا
جلوہ نور احمدی تم نے دکھائے ہیں سبھی
دیکھا میں جلوہ آپ کا سر ہے میرا قدم تیرا
رب سے دیکھائے رب میرا شکر کروں میں کیا تیرا
اپنے سوا نہ دوسرا سر ہے میرا قدم تیرا
مجھ میں چھپا رہا تھا میں ظاہر کئے مجھکو تمھیں
جب سے میری ہے جان فدا سر ہے میرا قدم تیرا
نور سے نور کو دیکھا نور خدا ہو مرحبا
تم نے کئے ہیں مہر کیا سر ہے میرا قدم تیرا
محبوب رب العالمین شہنشاہ دنیا و دین
آپ ہو مقصد و مدعا سر ہے میرا قدم تیرا
خادم کے جان و دل ہو تم اسکے شفیع و رہبر ہو تم
اس کے ہو تم مشکل کشا سر ہے میرا قدم تیرا

مناجات

یارب میرے نالوں میں اس درجہ اثر بھر دے
جو جلوہ عرفاں سے ہر ایک کا جگر بھر دے
ٹوٹے ہوئے دل کو دے وہ جاذب رحمت
سالک کے جو رگ رگ میں انوار سحر بھر دے
جس نور سے موسیٰ کے کل ہوش اڑائے تھے
اس اپنی تجلی کے اس دل میں شرر بھر دے
ہر سمت نظر اٹھے مطلوب نظر آئے
اس نور بصیرت سے سالک کی نظر بھر دے
تھا عارف رومی کو جس مئے سے کیا بے خود
اللہ اس مئے سے دل اور جگر بھر دے
جو تیری محبت کی سینوں میں لگا دے آگ
ایسا میری نالوں میں اللہ اثر بھر دے
جس بحر تمنا میں پھر آج طلاطم ہے
پھر یاس کے دامن میں رحمت کا ثمر بھر دے
ہر بامئے عرفاں شیشے سے مین پی پی لوں
ہر بار میری دل کو تو نور سے بھر بھر دے
ظلمات بصیرت سے ساحل یہ منور کو
عکس رُخ انوار سے یہ دیدہ تر بھر دے

مناجات

مجھے محبت سے یار میرا ابلا کے جلوہ دکھا دیا ہے
دکھا کے مجھ کو خدا کی قدرت زباں کو میری کٹا دیا ہے
یہ تن میں میرے تھا گنج مخفی اور کنتُ کنزؐ اور مخفیاً بھی
بنا کے شیدا وہ مجھ کو اپنا فلک کے اوپر اُڑا دیا ہے
جمال احمد تھا مجھ میں چھپ کے وہ تن میں احد کے اندر
صنم صمد میں تھا ایک گوہر اُٹھا کے مجھ کو دکھا دیا ہے
تھی دریا وحدت کی اس میں ایک جانباز کے غواص مجھ کو اس کا
اُٹھا کے دستوں سے مجھ کو گوہر اس کے اندر ڈوبا دیا ہے
میں ہوش کھو کر سنبھل کے دیکھا تو مجھے میں میرا پتہ نہ پایا
یہ جسم میرا وہ خود پکڑ کر بنا کے ٹکڑے اُڑا دیا ہے
ہوئے تھے ٹکڑے میرے جسم کے ہزار ہار نگ کٹ کے پایا
یہی شہادت حسین کی ہے وہ کہہ کر سر کو اُڑا دیا ہے
وجود ظاہر سے دیکھا باطن تو معنًا انفسکم کا پایا
دکھا کہ کلمہ میرے حق کا قرآن باطن پڑھا دیا ہے
سنا کہ خود میں خودی کا باجا دکھایا اُس میں وہ صور کی راہ
وہ صوت سرمد مقام انحد وہ دم کے دم میں بٹھا دیا ہے
بنا کے انجن وجود میرا چلا یا باطن لگا کے آتش
بھلا کے ناسوت لین میری حقیقی رستہ لگا کے آتش
عجب تھا ٹیشن وجود اندر حقیقی عالم تھے اُس کے افسر
کہوں میں کس سے یہ راز دیگر کبھی نہ دیکھا دکھا دیا ہے

تھے کالے پیلے اور لال اُجلے ہرے بھی شامل تھے لوگ اکثر
یہ ترِنگر کے ہیں لوگ کہہ کر لیجا کے اُن سے ملا دیا ہے
یہی ہے رستہ خدا کا سیدھا یہی ہے مطلب قرآن کا اپنا
یہی ہے کامل کمال قدرت خددی میں خود کو دکھا دیا ہے
وہاں سے بڑھ کر میں جا کے دیکھا تھا نحن اقرب کا ایک سگنل
تھا اس کا افسر میرا وہ گوہر صفا کا رستہ جھکا دیا ہے
خدا کی قدرت کے کئی ہیں پردے اُس میں ستر ہزار رستے
اُٹھا کے قدرت سے حق کے پردے جمال احمد دکھا دیا ہے
وہی منور ایک دیوانہ جو جانا مطلب وہی پہچانا
وہی ہے گوہر ایک دیوانہ اسی کو سب کچھ بنا دیا ہے

مناجات

شکل قاتل میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
دل بسم اللہ چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ڈھونڈا جا دھر و حرم کہیں نہ تیرا پتہ ملا
نَحنُ اَقرَبُ جو لکھا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کامل مرشد سے پتہ اس کا ملا جو ہو لیا
قریب جو شہ رگ کے رہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

غور جب مین نے کیا کُل شئی کے اُوپر
ذرے ذرے مین بسا تھا مجھے معلوم نہ تھا

میم کا پردہ اُٹھا کر جو دیکھا حادی
میرے مین میرا خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

اَلْ اِنسانَ سِرِّ وَ اَنَا سِرُّہٗ کا راز
سو وہ جو سر میں بھرا تھا مجھے معلوم نہ تھا

من کے مندر میں خودی کھو کے میں جا دیکھا تجھے
نور کا پُتلا کھڑا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جان جو دل کے میں لیجا کُل چڑھا کر رُت کے
سر کو سجدہ میں دھرا تھا مجھے معلوم نہ تھا

صورت رحمان

گنج مخفی سے جو نکلا ہوا انسان ہوں میں
غور سے دیکھو مجھے صورت رحمان ہوں میں
اہل دل اہل نظر آئینہ کہتے ہیں مجھے
نیک اور بد کی کھرے کھوٹے کی پہچان ہوں میں
میز باں رب ہے میرا فضل و کرم سے اُسکے
اُسکا بھیجا ہوا دنیا میں وہ مہمان ہوں میں
عرش پر مجھکو فرشتوں نے کیا ہے سجدہ
شرف خالق سے ملا خلق کا سلطان ہوں میں
نَحن عقرب کی وہ آیت کا پتہ پوچھ مجھے
راہبر راہ نُما واصلِ سبحان ہوں میں
علم زاہد تیرا چھلکے میں ہوا کرتا ہے
ورقِ قرآن ہے تو مغزنِ قرآن ہوں میں
راز پوشیدہ نہیں کچھ بھی رہا دلبر سے
کب تو سمجھ یگا مجھے صاحب عرفاں ہوں میں

پیر پانا

ہے تلاش یار جس کی پیر پانا چاہیے ‌ ‌ ‌ دید سے دیدہ ملا کر دید پانا چاہیے
تو شمع تن کا بنا اپنے صنم کے واسطے ‌ ‌ ‌ مثل پروانے کے اس پہ جلنا چاہیے
بستر ا اپنے صنم کا نوری میں بچھا ‌ ‌ ‌ پردہ کر پردے میں پردہ وصل ہونا چاہیے
ہوش باقی نہ رہے اپنے صنم کے وصل میں ‌ ‌ ‌ وصل میں ایسا وصل ہو خود کو کھونا چاہیے
تو نہ کھل میں گھمنڈ اپنے صنم سے مل تو جا ‌ ‌ ‌ عشق کی مستی میں ہر دل مست ہونا چاہیے
لئے وسیلہ یار کا اپنے میں آپ پانا محال ‌ ‌ ‌ راہ یہ چلنا اگر ہو مرشد کو پانا چاہیے
ہے چوطرف...... پڑا ہے کہیں نہ تھک جائے شرر
آگ لگ جائے گی ظالم تو سنبھلنا چاہیے

نور نبیؑ

جوش میں آیا خدا نور نبیؐ کو دیکھ کر ‌ ‌ ‌ عشق کی قندیل میں نور نبیؐ کو دیکھ کر
زلزلہ پیدا ہوا اک قدرت باطن وہاں ‌ ‌ ‌ ہو گیا شیدا خدا نور نبیؐ کو دیکھ کر
اُٹھ گئے پردے سانے نور میاں سے بے حجاب ‌ ‌ ‌ آ گیا آگے خدا نور نبیؐ کو دیکھ کر
وہ صفت ذات میں شیدا وہ بن کر راہ گیا ‌ ‌ ‌ احد میں مخفی اتھا نور نبیؐ کو دیکھ کر
خلوت نور علیٰ نور بخشا حق وہاں ‌ ‌ ‌ لا کا پردہ اُٹھ گیا نور نبیؐ کو دیکھ کر
مَسند اِلا پہ تھا من نور کا پہلا سبق
بے نشان واصل بھی تھا نور نبیؐ کو دیکھ کر

مناجات

جامِ عرفاں آنکھ سے مجھ کو پلایا پیر نے
تشنگی کو دل کی ایک پل میں بُجھایا پیر نے

کامل و اکمل مکمل رہبرِ ارض و سماں
دو جہاں پتلی میں آنکھوں کی دکھایا پیر نے

من عرف کا راز جس دم کھل گیا اس خاک میں
کیا مقدر مجھ کو میرے سے ملایا پیر نے

نحنُ عقرب کا یہ مطلب صاف ظاہر ہو گیا
دل سے آنکھوں سے میرے پردہ اُٹھایا پیر نے

در بدر بھٹکا تلاش یار میں شام و سحر
مجھ میں میرے یار کا جلوہ دکھایا پیر نے

موجِ دریا کی روانی میں ڈبو کر بار بار
صورت سرمد دل کے کانوں کو سنایا پیر نے

مُشتِ گلِ میں صورتِ آدم کا نقشہ کھینچ کر
ایک نیا آدم نئی حوا بنایا پیر نے

فضلِ مرشد سِری سبحانی سمجھ میں آ گیا
گنج مخفی کھول کر جس دم دکھایا پیر نے

نظرِ کامل کے اثر سے دل منوّر ہو گیا
چشم دل میں نور کی شمع جلایا پیر نے

شکر یہ صد شکر یہ تیرا رفیقِ مہرباں
بندے خاکی کو مولا سے ملایا پیر نے

مناجات

قدموں پہ میرے سجدہ ملائک نے کیا ہے
میں نائب رحمان ہوں سمجھا مجھے کیا ہے

خالق نے مجھے خلیفۃ الرّحمٰن بنایا
جو علم فرشتوں کو نہیں مجھکو سکھایا

میں ہوں وہی آدم میری صورت میں خدا ہے
گر آنکھ تجھے دل کی کھلی ہے تو مجھے جان

ظاہر کیا خالق نے زُبان سے میری قرآن
یہ میری زباں کب ہے خدا بول رہا ہے

گھبرایا فلک بارِ امانت سے زمیں بھی
رکھے جو امانت کو جگہ تھی نہ کہیں بھی

اُس بارِ امانت کو میرے دل میں رکھا ہے
یہ ارض و سما لا کے میرے تن میں بسایا

جلوے کو خدا خود میری صورت سے دکھایا
خود آ کے خدا دل میں میرے پردہ کیا ہے

ہے فرق جو نکتے کا خدا اور جدا میں
اُس جیم کے نکتے کو لگا دیکھ خدا میں

سمجھیگا حقیقت میں یہ آدم ہے خدا ہے
بندے کا ہوں بندہ بھی خدا کا ہوں خدا بھی

میں عشق ہوں میں حُسن ہوں میں مجھ پہ فدا بھی
معراج کی شب مجھ سے میرا وصل ہوا ہے

یہ دونو جہاں نسیت و نابود تھے اُس دم
باہم تھا حقیقت میں خدا کے یہی آدم

سر سجدے میں خالق کے یہ آدم کا جھکا ہے
کیا خاک مجھے سمجھے کوئی خال کا پُتلا

میں نور ہوں اُس نور کی قندیل سے نکلا
دلبر کی نظر نے مجھے پہچان لیا ہے

مُوتُو قَبلَ اَنۡ تَموتُ

نماز میں تو فنا نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
نظر کے آگے خدا نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
یوں موتو قبل انت موتو مرنے کے پہلے مر جا تو زاہد
ہستی سے تیری جدا نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
تومیں کے جھگڑے یہ دل کے وسواس نماز میں تو خیال کرتا
جب دل سے دل جما نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
یوں لن ترانی کہے تھے موسیٰ کلیم اللہ صدا تو آتی
خدا کا جلوہ دیکھا نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
صفات اندر ذات خدا اللہ سے مل کر مصطفےٰ ہے
ان جب تک پتہ نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
گر دیکھنا ہے نماز کیا ہے یہ کیسا پڑھنا اور بیٹھنا اٹھنا
کامل سے جب تک سکھا نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
قیام قعدہ رکوع سجود نماز وصل میں کچھ نہیں ہے
معراج مومن کیا نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
خدا کو گر تو دیکھنا چاہے مرشد کامل ڈھونڈ جا تو
سر اُن کے قدم پر جھکا نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی
چنور نے پایا نماز اندر ہستی کو اپنے اے میرے شررؔ
شررؔ سے جبتک ملا نہ ہو گا نماز تیری ادا نہ ہو گی

مناجات

پیر کو کیا سمجھتے ہو اے زاہدو ۔۔۔ پیر کے رُوپ میں وہ تو رحمان ہے
دیکھ لو جا کے دست ید اللہ تم ۔۔۔ آدمی کے شکل میں وہ بھگوان ہے
کیا سمجھتے ہو قرآن کو اے زاہدو ۔۔۔ کیا سمجھتے ہو عرفان کو اے واعظو
من عرف کے سپاروں کو جا دیکھ لو ۔۔۔ سارے قرآن کا یہ تو عنوان ہے
مٹ گئے ہیں وہ دارا سکندر یہاں ۔۔۔ اُن کا کچھ بھی نہیں جو نا موں نشان
پیر کی شان باقی ہے دونوں جہاں ۔۔۔ وہ خدا کی خدائی کا سلطان ہے

مناجات

توحید کا دعوٰی آسان ہے توحید سمجھنا مشکل ہے
تو خود کو نہیں سمجھا اب تک قدرت کا سمجھنا مشکل ہے
یہاں جھگڑا نہیں ہے تو میں کا یا تو کہہ دو یا میں کہہ دوں
یہاں تو بھی نہیں اور میں بھی نہیں تو میں کا سمجھنا مشکل ہے
کلمہ کلمہ سب کہتے ہیں یہ کلمے کی کلُ کو کیا سمجھے
کیا پیر یہ سمجھے کلمے کو ایک لا کا سمجھنا مشکل ہے

مناجات

اللہ کو رکھ کر قربت میں شاہ رگ کا اشارہ بھول گئے
فانی پہ فدا ہو غفلت میں باقی کا پکارا بھول گئے
من تن میں ہے اللہ او رمحمدؐ سمجھے نہیں یہ رمز مشدّد
اندھے ہیں بنے سب غفلت میں کیا خوب سہلا بھول گئے
نہ تو سمجھے ہیں حق اور باطل کو نہ تو کفر وضلالت عاطل کو
مہمل کے ہیں ناظر ذلت میں لیلیٰ کا نظارا بھول گئے
و فی انفسکم کہتا ہے خدا اک آن نہیں آدم سے جدا
ہے نحن واقرب قربت میں شہہ رگ کا اشارا بھول گئے
کوئی کہتے ہیں اللہ ہم میں ہے کوئی کہتے ہیں دیر وحرم میں ہے
کوئی غیب کی سمجھے خلوت میں جلوت کا بدارا بھول گئے
ہے قلب بشر میں وہ نور نظر نینوں میں نہاں ہو کے نور البصر
اے غافلوتن کی طاعت میں کیوں من کا نظارا بھول گئے
انجان ہو علم طریقت سے نادان ہو علم حقیقت سے
پھنسے لا کی ضلالت ظلمت میں ہو حق کا پکارا بھول گئے
نہ تو سنتے ولی کی نصیحت کو نہ تو پاتے علی کی وساطت کو
نہ تو بیٹھے ولی کی صحبت میں بیعت کا اشارا بھول گئے

مناجات

بہار دیکھو محمدؐ کے آستانے کی
ہر ایک نبیؑ نے خبر دی تمارے آنے کی
تماری ہستی پسندیدہ ہر زمانے کی
یہاں تک آئی تمنّا تیرے دِوانے کی
ہوس ہے صورت پروانہ دل جلانے کی
کھلے ہین راز حقیقت جس ایک ساغر میں
کہ احدیت کی ہے مۓ اس شراب خانے کی
نہیں ساری نعمتیں شیطان کائنات کے پاس
کلید آپؐ ہیں کونین کے خزانے کی
ہوئی ہے حضرت رضون کو دید کی حسرت
بہار دیلھو محمدؐ کے آستانے کی
یہ کہہ کے رُک گئے سدرۃ پر جبرئیل اُمین
کہ مجھ میں تاب نہیں اس سے آگے جانے کی
جبیں پہ نماز ہ مُلوں اُن کی خاک با جو ملیے
کہ آرزو ہے مقدر کو جگمگانے کی
بنا لیا ہے محمدؐ کو ناخدا میں نے
میں فکر کیوں کرون کشتی کے ڈگمگانے کی
تیری حیات ہے انمول اس کئے کوثر
یہ چیز عشق محمدؐ میں ہے لٹانے کی

قالوبلیٰ

تم نے قالوُبلیٰ سے جووعدہ کیا　　اب وہ وعدہ نبھانے کاوعدہ کروَ
سن کرایمان لاتے ہیں یوں تو سبھی　　دیکھکرایمان لانے کاوعدہ کروَ
اِبتدا اِنتہا کیا ہے کچھ بھی نہیں　　کیا فنا کیا بقا کیا ہے کچھ بھی نہیں
خودکوتم جان کر اُس کو پہچان کر　　سب کوتم بھول جانے کاوعدہ کروَ
عرش کُرسی لُوح قلم کیاز مین آسمان　　دیکھ لئے ہیں تجھِی میں یہ دونوں جہاں
بے خودی میں تم خودکوٹٹولوذرا　　رازکوتم یہ پانے کاوعدہ کروَ
میرے ساقی کی دیکھو یہ دَریادِلی　　جوپیا ہے نظر سے وہ بنا ہے وَلی
پینے والو پیو جتنی چاہو پیو　　پی کے پھر ہوش مین نہ آنے کاوعدہ کروَ
تم اَزل سے آتے ساتے رہئے　　ٹھوکریں دربدر کی کھاتے رہئے
اَب کے ایسا کروَ جانے والوسُنو　　جاکے واپس نہ آنے کاوعدہ کروَ
وہ کَلیسا ہوگرِ جا یہ دَیروحرَم　　تیرا جلوہ تو ہر دم نظر آ یگا
جہاں آوں تم کوچھّو روہاں　　سرکواپنے جھکانے کاوعدہ کرِوَ

تلاش یار

ہے تلاش یار مجھ کوپیر پانا چاہئے
دید سے دیدہ ملاکر دید پانا چاہئے
تو شمع تن کا بنا اپنے صنم کے واسطے
مِثل پروانے کے اُس پرتو بھی چلنا چاہئے
بسترا اپنا صنم کا محل نوری میں سمجھیا
پردہ کر پردے میں پردہ وصل ہونا چاہئے
ہوش نہ باقی رہے اپنے صنم کے وصل میں
وصل میں اپناوصل ہوخودکوکھونا چاہئے
تو نہ رکھ دل میں گھمنڈا پنے صنم سے مل تو جا
عشق کی مستی میں ہردم مست رہنا چاہئے
لئے وسلیہ یار کے اپنے آپ پانا ہے محال
راہ میں چلنا اگر ہومرشد کو پانا چاہئے

قصیدے

تجلیات کا تیری کہاں ظہور نہین
وہ کون شئے ہے کہ جس شئے میں تیرا نور نہیں

یہ آفتاب یہ مہتاب یہ ستارے سب
ہیں تیرے نور کے مظہر یہ خود سے نور نہیں

جھلک اِدھر بھی اَے موسیٰ نواز نور اَزل
وہ کون دل ہے یہاں جو کہ رشک طور نہیں

گرامی نوح کی کشتی کا تو ہے کھب سوں ہار
ہمیں بچانا بھی تیرے کرم سے دُور نہیں

ذکر بھی توفیق ذکر بھی تیرا ای
تیرے کرم کا الٰہی ہمیں شعور نہیں

رُخِ روشن سے تیری پردہ اُٹھایا میں نے — دل کی آنکھوں سے تیری حُسن کو پایا میں نے
تو جو پردے میں رہے یہ مجھے منظور نہیں — اس لئے آج پردے کو اُٹھایا میں نے
تجھ سے میں روزِ اَزل وعدہ جو کر کے آیا — آج وہ قالوبلیٰ وعدہ نبھایا مین نے
ماسوی تیرے میرے دل میں کوئی غیر نہ ہو — اسلئے دل سے دو عالم کو بھلایا میں نے
اب مجھے دہر و حرم جانے کی حاجت نہ رہی — تجھکو رگ رگ میں دل و جان میں بسایا میں نے
سرِّ ی سُبحانی سمجھ میں میری آیا اُس دم — گنج مخفی سے نکل کر یہاں آیا میں نے
میرے قدموں پہ فرشتوں نے جھکایا سر کو — مرتبہ نائب رحمٰن کا پایا میں نے
روزِ محشر کا مجھے خوف نہیں ہے دلبر — دل میں دلبر کو لیسا تھ میں آیا میں نے

قصیدے

آنکھوں سے پلائی جاتی ہے — َفلاک سے کینچھی جاتی ہے
سینے میں چھپائی جاتی ہے — ساغر نہ معئے اَے ساقی
نظروں سے پلائی جاتی ہے

ساقیا تو نگا ہیں ملا کر پلا — یہ سلامت رہے گا تیرا سلسلہ
ساقیا رنگ اُلفت ملا دے ذرا — جام وحدت کی دھونی رچا دے ذرا
کبر و کینہ پرستی مٹا کر پلا — یہ سلامت رہے گا تیرا سلسلہ
سر پرستی کا سہرا مبارک تجھے — میکدے کا یہ جامئہ سلامت تجھے
ایک خطرے کو دریا بنا کر پلا — یہ سلامت رہے گا تیرا سلسلہ
بجلیاں گرتے گرتے وہی تھم گئی — ظلم کی آندھیاں کو بھی نیند آ گئی
کوئی ڈوبا کسی کو کنارا ملا — یہ سلامت رہے گا تیرا سلسلہ
بادقاروں کو تیری ثناء مل گئی — دونوں عالم کو تیری پناہ مل گئی
مَیکشوں کے لے ہے تیرا در کھلا — یہ سلامت رہے گا تیرا سلسلہ
ہم کو فیض و کرم کا گھرانہ ملا — پیر ساقی کو جسکو بشارت ہوئی
اُسکی آنکھوں کو اَیسی جوانی ملی — کیف تیرا مریدوں کی نظر کو ملا

یہ سلامت رہے گا تیرا سلسلہ

قصیدے

نگاہوں میں تم ہوں خیالوں میں تم ہوں
جدھر دیکھتا ہوں نظاروں میں تم ہوں
میری دھڑکونوں میں کہانی تمہاری
اِرادوں میں میری جونی تمہاری
میں ہوں تشنہ لب تم ہوں ساقی کوثر
میں ہوں ایک راہی ہو تم میرے راہبر
اِشاروں میں تم ہو بشاروں میں تم ہوں
تمہاری ہے ہمکو ہمیشہ ضرورت
زمانے میں کوئی نہیں ایسی صورت
میرے لامکاں کے اِرادوں میں تم ہوں
میں تفصّل لکھوں تو ہے بے مثالی
مصوّر بھی کہتے ہیں یا جمالی
میرے چشم ذیشان شعاروں میں تم ہوں
اَن الحق کی آواز دیتے رہے ہو
جو حالت ہے وہ کام لیتے رہے ہو
میرے شاعروں کے پکاروں میں تم ہوں
میری پیر کو کیا یہ سمجھ ینگے دیگر
یہ ظاہر کی آنکھیں باطن کی صورت
خدا من عرف کے سپاروں میں تم ہوں

پردے کا چلن

دیوانہ بنا دے گا پردے کا چلن تیرا   اَفسانہ بن نہ جائے پردے کا چلن تیرا
کبھی انکار پردے مین کبھی اقرار پردے میں   منانے پر بھی نمانے کبھی دھتکار پردے میں
حیران بنا دے گا پردے کا چلن تیر   در و دیوار ٹکرا کر صدا واپس پلٹ آئی
تمہاری بے رُخی سے سب میری روح بھی گھرئی   ویران بنا دے گا پردے کا چلن تیرا
پتہ چلتا نہیں میرا کہاں ہوں اور کیا ہوں مین   پریشان حال ہوں میں نہ جیتا ہوں نہ مرتا ہوں
بیگا نہ بنا دے گا پردے کا چلن تیرا   نشیمن کو جلاتا ہو تیرے خاطر پگھلتا ہوں
میرے سجائے کوت دیکھو میں جل کر خاک ہوتا ہوں   برہانا بنا دیگا پردے کا چلن تیرا
ہمیں کافر بنا دیگی تماری ایک جھلک آخر   خدا کو بھی بلا دیگی تماری ایک جھلک آخر
بت خانہ بنا دیگی پردے کا چلن تیرا   تیرے مہتاب چہرے کی جھلک دکھلا دے یا مرشد
وہی مہکے بدن کی پھر مہک مہکا دے مرشد   پروانہ بنا دے گا پردے کا چلن تیرا
ہماری جان لے لیگا تیرے رُخسار کا پردا   زبان بھی مانگ کر دیگا تیرا رُخسار کا پردا
رُخسانا بنا دیگا پردے کا چلن تیرا

قصیدے

وُضو کہاں کا نماز کیسی اور کِسکا قیام کیا ہے
ہے جس کے دل میں صنم کی صورت تو اُسکو سجدہ سلام کیا ہے

مُسرتوں کی تلاش میں ہوں مگر یہ دل مانتا نہیں
اگر غم زندگی نہیں ہے تو زندگی کا مزا نہیں ہے

شعور سجدہ نہیں ہے مجکو تو میرے سجدے کی لاج رکھلئے
یہ سر کسی آستان پہ پہلے کسی کے آگے جُھکا نہیں ہے

یہاں کئے مَندر یہ اُن کے مسجد یہ ذرپرستوں کی سجدہ گاہ ہے
اگر یہ اُن کئے خدا کے گھر ہیں تو اِس میں میرا خدا نہیں ہے

بھڑک اُٹھی ہے یہ آتش غم تو کیا ہوا ہے مطمئین غم ہے
یہ آنچ آئی ہے صرف مجھ پر تمارا دامن جلا نہیں ہے

اگر مقدر سے پھر ملایا تو راز اُن سے یہ میں کہونگا
تیرا ستم تو بھولا چھکا ہوں تیرا اکرم تو بھولا نہیں ہے

قصیدے

اے دل تو اس گلی میں دلبر کو ڈھنڈ لئے
یہ سر کی ہے قسم تجھے ہمسر کو ڈھنڈ لئے
اُن کے ملن کو تجھ کو صدا جستجو رہے
جب تک نہ چین لئے وہ تیرے روبرُو رہے
اب تو ضرور حسن کے پیکر کو ڈھنڈ لئے
آئینہ بن کے پہلے تو آئینہ ساز کو
ہم ساز بن کے جان لئے ہم نواز کو
اب تو سنبھل سنبھل کے ماہر کو ڈھنڈ لئے
پرواز کے لئے تو ابھی پرَ کو تان لئے
لاھوت کے نگر میں چاہر کو ڈھنڈ لئے
رکھ کوہ طور کو سنگ رہیز کو
آس جا جھلک دکھائی تھی وہ اپنے جبین کو
چَشور کی نظر سے تو گوہر کو ڈھنڈ لئے
آس جائے سر جھکا دے تو پیر کا شباب
باقی نہیں رہے گا نظر کا کوئی حجاب
مضمون بن کے آئے ہیں وہ ہم کلام ہیں
ظاہر میں تو رہبر ہیں وہ عالی مقام ہیں
جملے جو بن رہے ہیں شاعر کو ڈھنڈ لئے

قصیدے

عشق میں جو پیر کے جل کر فنا ہو جائیگا
دوستوں ایک دن وہ بندے سے خدا ہو جائیگا
حُسن کیا عشق کیا نور کیا نار کیا
وصل ان کا ہو گیا تو ایک جا ہو جائیگا
ل کیا م کیا الیف کیا ہے دیکھلے
اسکو تو پہچان لئے تو بھی لا ہو جائیگا
کھول کر دیکھ لئے تو من عرف کی یہ کتاب
سارا عالم تجھ پر تو خود پر فدا ہو جائیگا
ہم فقیروں سے نہ تم نظرے ملاؤ نہ زاہدو
یہ دکھاوے کا جو سجدہ یہ قضا ہو جائیگا
باوا آدم جو کئے اُسکے عمل پیرا ہیں ہم
کیا بُرا ہم نے کیا کیا بُرا ہو جائیگا
دیکھنا ہو گر مرید بے خودی میں دیکھ لئے
ایک دن تیرا اور اُسکا سامنا ہو جائیگا

قصیدے

دل کو آیئنہ بناتا ہے تصور پیر کا
قلب کی سیاہی مٹاتا ہے تصور پیر کا
ہوتا ہے اس سے میسرّ دیدارِ رسولؐ
حق تعالی سے ملاتا ہے تصور پیر کا
دل میں پیدا ہوتا ہے اس سے خدا کی معرفت
جام وحدت کا پلاتا ہے تصور پیر کا
دل کی سب ترلیاں کافور ہو جاتی ہیں جب
نور کی شمع جلاتا ہے تصور پیر کا
پیر کا مجھ کو نظر آتا ہے ہر شئی میں جمال
جب میری آنکھوں پر چھاتا ہے تصور پیر کا
سامنے آتے ہیں وہ اُٹھ جاتا ہے سارے حجاب
جس گھڑی ایسی جماتا ہے تصور پیر کا
رہنما ہوتا ہے یہ طوفانِ غم میں بل یقین
کام سب بگڑے بناتا ہے تصور پیر کا

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif057.gif 4/10/2017

قصیدے

مجھے اس صورت آدم میں کیا معلوم ہوتا ہے
یہی آدم حقیقت میں خدا معلوم ہوتا ہے
یہ آدم صورت رحمٰن ہے اور نائب رحمٰن
خدا نے اپنی صورت سے بنا کر صورت آدم
دمِ آدم میں خود آ کر چھپا معلوم ہوتا ہے
اشارہ نحن اقرب کا قرآن میں صاف ظاہر ہے
کہاں یہ دل کے اندھوں کو پتہ معلوم ہوتا ہے
معمہ عبد و رب کا جب تلک پایا نہیں خود میں
سمجھ میں نا سمجھ کے کب خدا معلوم ہوتا ہے
قسم اللہ کے انساں کو انساں مت سمجھو
یہ انسان یہی جمال کبریا معلوم ہوتا ہے
نظر میں آدمی کے دو جہاں ذرے کی طرح ہے
یہ انسان شان و شوکت میں بڑا معلوم ہوتا ہے
دَمِ آدم میں ہمدم کا ہمیشہ آنا جاتا ہے
میرے دلبر سے دلبر کا پتہ معلوم ہوتا ہے

قصیدے

کھینچ لی تصویر تو نے اے محبت پیر کی　　دل میں جلوہ پیر کا آنکھوں میں صورت پیر کی
میں حیات دل طلب کرتا ہوں اپنے پیر سے　　جو میرے سینے کے اندر ہے امانت پیر کی
دل تجلی پیر سے عشق کامل ہو گیا　　میں تونگر ہوں میرے گھر میں ہے دولت پیر کی
دل کا آئینہ غبار معصیت سے پاک ہے　　خاصیت اکسیر بھی ہے صحبت میں صحبت پیر کی
وقت مشکل میں پڑا ہے نابینا یہ وقت ضرور　　بن کے دلہن چھپ گئی پھولوں میں تربت پیر کی

صدق دل

غوثؓ پر جان نثار کرتے ہیں　　عاشقاں بار بار کرتے ہیں
ان کے قدموں پہ جان اور دل کو　　صدقِ دل سے بلہار کرتے ہیں
جس نے مانا ہے غوث اعظمؓ کو　　اس کے اچھے ہر کام کرتے ہیں
یاد الفت میں کوئی جان دیتے ہیں　　وہی ہر دم دیدار کرتے ہیں
ان کو جس نے پکارا مشکل میں　　اس کا بیڑا وہ پار کرتے ہیں
کوئی گھرانے میں انکے ہوگا مرید　　ہے حرم اس پہ ناز کرتے ہیں
غم نہ کر حشر کا شرر تو ذرا　　تیری امداد سرکار کرتے ہیں

حضرت محبوبِ سُبحانی

سَّیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے گیارہ نام مبارک

بہجہ الاسرا میں شیخ ابوالقاسم عمر بزاز ؒ سے منقول ہے کہ حضور غوث اعظم ؒ نے فرمایا جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے اس کی مصیبت دور ہو گی. جو شخص کسی حاجت میں اللہ تعالی کی طرف میرا وسیلہ پکڑے تو اس کی حاجت پوری ہو گی. جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت طلب کرے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی. عراق کی جانب جب گیارہ قدم چلے تو ہر قدم پر آپ کا ایک نام لے اور دل میں فریادرسی کا طالب ہو انشاءاللہ مراد ضرور پوری ہو گی.

حضور غوث پاک کے نام کی برکت:۔ ۔۔اگر کسی پیر و مرشد کے کسی مرید کو کوئی مشکل آئے تو اعتقاد اور اخلاص سے فریاد کرے اور سو بار یہ کہے ۔۔**یا شیخ عبدالقادر شیئاً لِلّٰہِ حاضر شو**۔اور تین دفعہ قلب پر کلمہ طیبہ کی ضرب لگائے اور دل میں یہ کہے تو آپ فوراً تشریف لائیں گے اور اس کی مشکل حل کریں گے اور۔محی الدین کے نام میں مشاہدہ حضوری حاصل ہوتا ہے تو اُس کے کہنے سے اُس کا آغاز اور آخر روشن ہو جاتی ہے

اللھم صلی علی محمدنِ النبی الاُمیّ والہ و بارک وا سلم

سید محی الدین امر اللہ — شیخ محی الدین فضل اللہ
اولیاء محی الدین امان اللہ — با با محی الدین نور اللہ
غوث محی الدین قطب اللہ — سلطان محی الدین سیف اللہ
خواجہ محی الدین فرمان اللہ — مخدوم محی الدین برہان اللہ
بادشاہ محی الدین عرش اللہ — درویش محی الدین عنایت اللہ
فقیر محی الدین مشاہد اللہ — شیخ عبدالقادر شیٍ ءِ لِلّٰہ

بحق لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

سلام

یا شاہ الحمید الھدایت اللہ السلام علیک — یا میراں حمید رحمت اللہ السلام علیک
یا شیخ حمید فضل اللہ السلام علیک — یا سید حمید امر اللہ السلام علیک
یا قادر حمید قدرت اللہ السلام علیک — یا اولیاء حمید کشف اللہ السلام علیک
یا قطب حمید عرش اللہ السلام علیک — یا خوجہ حمید فرمان اللہ السلام علیک
یا سلطان حمید عنایت اللہ السلام علیک — یا عارف حبیب اللہ السلام علیک
یا غوث حمید رفیق اللہ اسلام علیک — یا عاشق حمید عشق اللہ السلام علیک

سلام

محبوب کبریا کو خدا کا سلام ہے — اس شان لامکان کو خدا کا سلام ہے
لولاک جسکی شان میں حق نے کیا نزل — اس سرورزماں کو خدا کا سلام ہے
ایسا حبیب رب نہ کوئی ہے نہ ہوویگا — سالار مرسلان کو خدا کا سلام ہے
تھا جسکا میزبان خدا آپ دوستو — ہاں ایسے مہانوں کو خدا کا سلام ہے
باغ نعیم پاوینگے جنکے سبب سے ہم — اس صاحب امام کو خدا کا سلام ہے
لیجاوینگے بہشت میں اُمت کو بخشوا — ہاں ایسے مہربان کو خدا کا سلام ہے
بخشش خدا سے مانگیئے امت کی حشر میں — غم خوار بیکساں کو خدا کا سلام ہے

سلام

سرکار مدینے والے تم پر لاکھوں سلام
تم ہو شہنشاہ دونوں جہاں کے — مالک قالَ کُنْ و مکان کے
راز عیاں کے رمز نہاں کے — سرّ احد ہو کون و مکان کے
مختار مدینے والے تم پر لاکھوں سلام
راز احد کے احمد پیارے — میم کا مقناح رخ پہ سنوارے
اسم محمدؐ عرش کے تارے — حامد اور محمود پیارے
ابرار مدینے والے تم پر لاکھوں سلام
ذاتِ احد ہو عرش بریں پر — احمد ہوا افلاک مکیں پر
آئے محمدؐ بنکے زمین پر — کیئے نبوت ہر اک دیں پر

اظہار مدینے والے تم پر لاکھون سلام
شان خدا بے عین عرب ہو — میم احد ہو کل کے سبب ہو
جگ کے مُعلّم اُمی لقبّ ہو — مکی و مدنی حسب ونسب ہو
اوتار مدینے والے تم پر لاکھوں سلام
تم ہو کالی کملی والے — سب سے نرالے سب سے بالے
نور و ظلمت دو کو سبنھالے — حاکم قدرت حکمت والے
مختار مدینے والے تم پر لاکھون سلام
تم ہو محمدؐ نور مجرّد — تم ہو محمدّ جدّ امجد
تم ہو محمدؐ صوت سرمد — تم ہو محمدّ ولی کے مقصد
اسرار مدینے والے تم پر لاکھوں سلام

سلام

کملی والے کا نام لے لے کر بے سہارا سلام کرتے ہیں

حاجیو مصطفٰے سے کہہ دینا غم کے مارے سلام کرتے ہیں

اللہ اللہ حضورؐ کی باتیں مرحبا رنگ و نور کی باتیں

چاند ان کی بلایئں لیتا ہے اور نظارے سلام کرتے ہیں

جب محمدؐ کا نام آتا ہے رحمتوں کا پیام آتا ہے

لب ہمارے درود پڑھتے ہیں دل ہمارے سلام کرتے ہیں

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif060.gif 4/10/2017

ذکر تھا آخری مہینہ کا چھڑ گیا تذکرہ مدینہ کا
اُمتی جھوم جھوم کے تم کو رب کے پیارے سلام کرتے ہیں
جلوہ گاہ شہہ انام ہے یہ ان کے روضہ کا احترام ہے یہ
سبز گنبد کو آج بھی انورؔ چاند تارے سلام کرتے ہیں

سلام

سرور عالم ہمارے السلام	عرش اعظم کے تارے السلام
یا محمدؐ تم سراپا نور ہو	ہر طرف جلوے تمہارے السلام
شاہ والا آپ ہیں مشکل کشاہ	وقت مشکل میں پکارے السلام
یا محمدؐ یا محمدؐ مصطفٰے	بے سہاروں کے سہارے السلام
دو جہاں زیر قدم ہیں آپکے	دو جہاں صدقے تمہارے السلام
یا خدا توفیق دے ایسی مجھے	ذکر آحمد میں گزارے السلام
آپکے خاطر ہیں یہ ارض وسما	چاند سورج اور ستارے السلام
تھا یقین آئینگے ایک دن گھر میرے	اسلئے دل کو سنورے السلام
ہم جمال مصطفٰے کو اس قدر	آنکھوں سے دل میں اُتارے السلام
روز محشر کا ہمیں کچھ غم نہیں	جب کے ہیں آقا ہمارے السلام
محبوب داور ہو دلبر کے رفیق	راہنما رہبر ہمارے السلام

فاتحہ کا درجہ :

بروحِ برفتوح مظہر منوّر مقدس صاَحب التّاج وَالمعراج مِنّبر سَاقی ءحوض کوثر شافعِ روز محشر سُلطانِ دین ودُنیا خُلاصہ ءموجودات اشرف المخلوخات شہِ انبیاء بُرہانُ الاصفیاء حضرت احمدِ مُجتبٰی محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم وآلہٖ وَاَصحابہٖ وَاَزوَاجہٖ وَذُرِیّاتہٖ وَاہل بَیتہٖ رضوانِ اللہ تعالیٰ علیہم اَجمعین. حضرت امیر المومنین سیدنا ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہٗ وَحضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ وَحضرت امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان جامع القرآان ذی النورالعین رضی اللہ تعالی عنہ وَحضرت امیر المومنین سیدنا علی اِبن اَبِی طالب رضی اللہ تعالی عنہ وکرّم اللہ تعالی وجہہٗ وَحضرت سیدَنا سیدّ النّساء فاَطمتہ الزّاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا وَحضرت خدیجتہُ الکُبریٰ وَ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہما وَحضرت امیر المومین امام حسن وَحضرت امام حُسین المجتبیٰ وَشہیدانِ دشتِ کربلا دِل دارانِ ہر دو جہان وَحضرت امام تقی ونقی دشتِ کربلا وَاَرواحِ پنجتن پاک دوزادہ امام چاردہ معصوم چہل تن چمن مین ایک تن ایک من دولہ دل میں جگ میں

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif061.gif 4/10/2017

نمازی چار پیر چودہ خانوادہ والہ ارواحِ پاک خوش نوید تین سو تیرہ مرسل چھ سو سولہ عظیم ارواح مرسلان خوش نوید دادا آدم صفی اللہ و معبود ارواح پاک خوش نوید و دادی حوّا ارواح پاک خوش نوید قاب قوسین مطلوب ہُو مقصود ہُو موجود ہُو والبراق مرکب ہُو والمعراج سفر ہُو وشجرۃ المنتہیٰ مقام ہُو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کُل ارواح پاک خوش نوید وپیرانِ پیر طریقت قطب ربانی معشوقِ صمدانی کامل رحمانی مقبول ہر دو جہانی حضرت محبوب سُبحانی حضرت پیران پیر دستگیر میراں محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ اللہ العزیز ارواح پاک خوش نوید !

نیت خیر فاتحہ

ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ۔ ایک مرتبہ آیتہ الکرسی۔ تین مرتبہ قل اللہ احد سورۃ۔ ایک مرتبہ قل اعوذ رب الفلق اور ایک مرتبہ قل اعوذ بی ربناس سورۃ تلاوت کریں یا جتنا قرآن شریف یاد ہے تلاوت فرما کر

طریقہ فاتحہ :-

زبان سے ایصال ثواب کرنا کہ خدا یا جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں کو پہنچا دے بہت بہتر ہے یا اس طرح اے باری تعالی جو کچھ بھی صیح طور پر قرآن شریف درود وسلام تیریت توفیق

وہدایت سے تلاوت فرمایا اور جو نعمت ورزق وشیرنی پھل فروٹ حاضر ہے غرضیکہ اے اللہ جو کلمات طیبات پہلے یا اس محفل میں پڑھے یا سُنے گئے ان میں جو بھول کر یا جان کر غلطیاں' خامیاں پیدا ہوگئی ہوں اُن کو معاف فرما اور اس کی اصلاح کی توفیق عنایت کر اور جو کچھ کھلایا جاتا ہے اسکو تیرے بارگاہ الٰہی میں نظر کرتا ہوں تو قبول فرما کر ثواب عنایت فرما اور اسکو اپنے فضل وکرام سے ہمارے آقا مولا سرور کائنات سرکار دو جہاں تاجدار مدینہ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت احمد مجتبا محمد مصطفےٰ ﷺ کی مقدس بارگاہ بے کس بے پناہ کے نظر کرتے ہوے اُنکے صدقے طفیل سے روئے زمین کے تمام ابنیاء اکرام کُل صحابہ اکرام تابین و تبہ تابین خلفاء راشیدین کل ازوجہ اُمھامین مجتہدین و آئمہ کل صُوفیاے عظام کل اولیاء اللہ مشائیقن وفقرا جمیع ارواح صدّیقین شہدا و صالحین اور تمام مسلمین و مسلمات ومومنین ومومنات کی اروح کو پہنچتے ہوے خصوصن ہمارے والدین کی اروح کو بخشدے (یا اپنے رشتدار یا اپنے دوست یا اپنے پیر ومرشد کی اروح) کو بخشدے. جس کو بخشا مقصود ہو اس کا نام لے کر ان کی خدمت میں ثواب پیش کریں.

دُعا

دعا خدا کے سامنے عاجزی وادب واحترام کے ساتھ مانگنے کا حکم ہے۔ اول وآخر درود پڑھنے کے بعد دعا کیجیے۔ اپنی تمام حاجتیں چھوٹی ہوں یا بڑی کتنی ہی معمول کیوں نہ ہوں اللہ سے مانگے۔ دعا مانگنے والا اور سننے والا دونوں آمین کہیں۔ اور بالقصد نغمہ سرائی اور تکلف خوش الحانی اختیار کرنا مکروہ ہے۔ اور دعا پڑھنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ دعا کرنا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَّ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

امیر دو جہاں دو چشم دل تو   یہ چو رنگ چمن کا ہے ایک گل تو
گلستان بہار باغباں ہے   تو ہے مہمان اور تو ہی میزباں ہے
تیرے توصیف کب ہم سے رقم ہو   تو ہی ہم عاصیوں کا پیشوا ہو
تو قادر ہے تجھے قدرت سزاوار   تیرے در کے ہم عاجز ہیں گنہگار
تو قادر ہے ہمارا راز داں ہے   تیرے در کے ہمیں سب مہماں ہیں
نہیں تجھ بن سہارا اس جہاں میں   تو چاہئے کرے اپنے مکاں میں
بجز کس سے کریں ہم جا کے فریاد   تو ہی مالک ہے قادر دے ہمیں داد
تو ہی رتبہ دیا ہے مشت گل کو   کہ خاک وباد وآتش آب وگل کو
تیرے سب دست میں قادر ہے شاہی   تو پل میں شاہا کو کرتا ہے سپاہی

خطا آدم کی بخشا ہے تو ایک بار   تو کلمے سے محمدؐ کے اے غفار
صبر ایوبؑ کو تو نے دیا تھا   اس طرح صبر دے اے میرے مولی
بھکاری ہیں تیرے در کے غلاماں   بنے بیٹھے میں تیرے در کے درماں
رہا کوئی نہ اس جا جز تیری ذات   کہا تو کل من علیہ سماوات
ہزاروں رنگ کے خالی مکاں ہیں   نہ والی ہے نہ مالی سب فنا ہیں
نہیں قائم ہے دو دن کا ٹھکانہ   بہ وقت موت پر ایمان بچانا
نہیں ہے آسرا کوئی اس جہاں میں   تیری ایک ذات باقی ہے جہاں میں
گناہ بے حد ہیں میرے ہوں گنگار   میری حالت سے واقف ہے تو غفار
نہ کرنے کے کیا ہوں میں یہاں کام   تو ہی بخشش کو ہو میرے مددگار
میرے اعمال سے ساب ڈر ہے مجھ کو   تیری رحمت کی بس امید ہے مجھ کو
سیاہ اعمال گر ہو جاوے میرے   سفیدی تیری رحمت سے کرادے
حشر میں اور نشر میں میرے ہمراہ   رہے مرشد میرے ہمراہ خدایا
نہ دکھلا وقت نزع صورت ابلیس   خدایا پیر ہووے میرے نزدیک
تو مالک ہے میرے روز جزا کا   قیامت میں نہیں ہے کوئی دوسرا
جو بگڑا ہے مقدر وہ سنور جائے   نوشتہ لاکھ لکھا ہو بدل جائے
نہ کر تو مجھ کو غیر کے حوالے   تیرے دامن میں ہم سب کو چھپالے
شفاعت کے لئے مجھ کو وہاں پر   محبت سے بچا لو میرے چنور
دین وایمان میں ترقی ہو   اور زیارت تیرے نبی کی ہو
تیری رحمت قریب ہو جائے   حج بھی ہم کو نصیب ہو جائے
حقیقی نور سے بھر دے سب کے سینے   تو کر دے دور قادر سب کے کینے

file:///C:/Users/Shafi/Desktop/Fatheha%20ka%20tariqa/fa.gif063.gif 4/10/2017

تو ہر بیمار کو جلدی شفا دے　　تو ہر قید مصیبت سے رہا دے
قرض خواہ کو چھوڑادے تو قرض سے　　بچا تو جلد قادر اس مرض سے
تمنا پوری کردے ہر دلوں کی　　قیامت کے بھی دن کا تو ہے قاضی
ہرایک اندھوں کے آنکھیں کردے روشن　　کہ ہیں مشتاق تیرے دید کے من
نہ کر محتاج تو ہر در کا قادر　　تیرے در کے سوا جاوں کسی در
الٰہی فضل سے کر شاد و خرم　　تیری رحمت رہے بس ہم پہ دائم
تو ہر وسواس دل کا دور کردے　　حقیقی نور تیرا دل مین بھردے
چھوڑادے دین اور دنیا کے غم سے　　بچالے ابر رحمت اور کرم سے
تو رکھ ہر قدم پر اسلام قائم　　بڑھادے دین کا اور رکھ تو دائم
الٰہی ہیں سبھی محتاج تیرے　　تو قادر بخش دے مان باپ میرے
تیرے سے دین اور ایمان پایا　　میں اندھا تھا مجھے آنکھیں لگایا
میری نیکی کے پلے کو جھکا دے　　گناہاں تیری رحمت سے مٹا دے
الٰہی کر ایک مشکل کو آساں　　کہ ہر ایک دل میں بھر دے نور ایماں
الٰہی پوری کر ایک دل کی ارمان　　تو ہے ہر ایک کا ہے قادر مہرباں
الٰہی علم باطن کر ہدایت　　بچا غفلت سے ہر ایک کو اسی وقت
الٰہی حشر کے میداں مین رکھ ساتھ　　نہ تیرے در سے کر تو غیر کے ہاتھ
الٰہی رکھ میرے سر اس کا سایہ　　میرے چنور وہی مرشد خدا یا
انہیں کا ہے گدا کمتر یہ سرور　　تو رکھ سایہ اسی کا اس کے سر پر
دعا میری قبول تو کردے قادر　　تو ہی ہے مہرباں ہر ایک کا داور
کہو آمین سب اہل جمع اب　　آمین آمین آمین

تو نشان بے نشان ہے تو بہار سرمدی ہے　　تیرا دیکھنا عبادت تیری یاد بندگی ہے

وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن

نہیں پیدا کیا میں نے جن وانس کو مگر واسطے عبادت کے، پس کون ہے جو خلاف مرضی خدا کر سکے یعنی خدا نے تو واسطے عبادت کے پیدا کیا اور وہ بر خلاف کرئے کہ نقش نقاش سے خلاف نہیں کر سکتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص جس کام میں مشغول ہے وہی کام اُس کے واسطے عبادت ہے۔ وہی کام کرتے کرتے فنا ہو گیا۔ جہاں سے آیا تھا وہیں جا پہونچا

میرے وجود میں خود کو چھپایا تو نے　　میں کیا تھا اور مجھے کیا بنادیا تو نے
یہ عین حق ہے میرا وجود کچھ بھی نہ تھا　　یہ تیری شان جو مجھ کو بنادیا تو نے

کفی با اللہ و لیا و کفی با اللہ نصیرا
اللہ تعالی پورا سرپرست اور پورا مددگار ہے

نیک تمناوں کے ساتھ طالب دعا
الحاج سرور علی شاہ قادری سروری (شفیع آحمد)
(سابق ڈپٹی مینیجر-کاویکا)

کتاب ملنے کا پتہ

HAZRATH SULTAN CHANVAR ALI SHAH

KHADRI SARVARI

Kilkote Vilage, Antaraganga ,

KOLAR DISTRICT

JAVEED BOOK HOUSE

Books Seller & Publisher

Chandini Chowk, KOLAR- 563101

cell: 9343621034

GENERAL MEDICALS

Fazal Building,51/1, Kenchappa Road

Frazer Town, Bangalore-560005

Tel:25914881 -9886205559

MEHNAAZ CATERERS

49, 3rd Main Road

Bismillah Nagar, Bangalore-560 029

Cell:9448382549